گورنمنٹ آف انڈیا

جسمین

عہد ایسٹ انڈیا کمپنی سے زمانہ موجودہ تک
انتظام ہندوستان کی بتدریج ترقیات و اصلاحات
بالترتیب دکھلائی گئی ہین

مؤلفہ

Fazl-ul-Rahman

مولوی سید فضل الرحمان صاحب بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی
وکیل عدالت کانپور

باہتمام محمد رحمت اللہ رعد

نامی پریس کانپور مین چھاپی گئی

سنہ ۱۹۱۱ع

چہ

اہل ہند یہ تو سب جانتے ہین کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے سایہ مین امن وآزادی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہین۔ لیکن اگر یہ دریافت کیا جائے کہ برٹش گورنمنٹ کا نظام کیا ہی اور گورنمنٹ کے حقوق ہمپر۔ اور ہمارے حقوق گورنمنٹ پر کیا ہین تو شاید اس کا جواب بہت ہی کم لوگ دے سکین گے۔ ناواقفیت غلطی کی مورث ہی۔ اور اسوجہ سے ہم دیکھتے ہین کہ آئے۔ دن گورنمنٹ کے کامون کے متعلق غلط فہمی ہوتی رہتی ہے۔ اور چالاک سازشی لوگون کو اپنے ناجائز اغراض کے حصول کے لیے کچھ کا کچھ سمجھا دینے کا موقع ملتا ہے۔ مین نے جب آل انڈیا مسلم لیگ کا کام اپنے ہاتھ مین لیا تو مجکو سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ قوم مین پولیٹکل امور کے متعلق جو ناواقفیت عموماً پھیلی ہوئی ہے وہ رفع ہو اور ایسا مواد بہم پہنچایا جائے کہ اُس کو ہر معاملہ مین صحیح رائے قایم کرنے مین مدد ملے۔ اس لحاظ سے مین نے گذشتہ سال ایک رسالہ بنام مسلم پالیٹیکس لکھا تھا۔ جسمین بتایا گیا تھا کہ ہمارے تعلقات گورنمنٹ اور اپنے ہمسایہ قومون کے ساتھ کیسے ہونے چاہئین۔ اور مین اس فکر مین تھا کہ آیندہ ایک رسالہ برٹش گورنمنٹ کے نظام کے متعلق لکھون تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہم ایسی آزادی اور فارغ البالی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہین وہ کس اصول پر قایم ہے اور رعایا کی دادرسی کیلئے

کیا ذرائع اُسنے اختیار کئے ہین کہ اتفاق سے کانپور مین مولوی سید فضل الرحمن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ہائیکورٹ سے ملاقات ہوئی جنھون نے بیان کیا کہ انہون نے ایک اسی قسم کا رسالہ لکھا ہے۔ مین نے اس رسالہ کو نہایت خوشی کے ساتھ پڑہا۔ اُنہون نے فی الحقیقت اپنا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے اگرچہ یہ رسالہ نہایت مختصر ہے لیکن اوسمین اُنہون نے تاریخی طور پر بتایا ہے کہ ابتدا مین ہندوستان کی حکومت کی کیا صورت تھی اور بتدریج ترقی کرتے کرتے اب کس حالت پر پہونچی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کس اعضا سے مرکب ہے اور ہر عضو کا خاص کام کیا ہے۔ اور خود ہمارا اُسمین کتنا حصہ ہے۔ جس مواد کا نچوڑ اس رسالہ مین دیا گیا ہے وہ مختلف رپورٹون اور قوانین اور بعض مصنفین کی ضخیم کتابون مین پہیلا ہوا ہے۔ اور حقیقت مین سید فضل الرحمن صاحب نے ملک پر بڑا احسان کیا ہے۔ کہ محنت شاقہ گوارا کر کے تمام ضروری معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔ اگرچہ طرز بیان عالمانہ ہے مگر ایسا بھی نہین ہے کہ معمولی لکھے پڑھے لوگون کی سمجھ سے بالا ہو۔ مجھے امید ہے کہ پبلک اور نیز گورنمنٹ اونکی اس محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھین گے فقط۔

لکھنؤ
۱۲ر جون ۱۹۱۱ء

خادم المسلمین
محمد عزیز مرزا

گورنمنٹ کی تعریف اور نوعیت۔

گورنمنٹ کی صورت کچھ ہی کیون نہ ہو قبضہ اور اختیار ہر گورنمنٹ کے وصف ذاتی
مین داخل ہی ہر گورنمنٹ مین ایک حصہ حکمران اور دوسرا محکوم ہوا کرتا ہی اور حکمران حصہ کا مدار
ایک طرح کی قوت اور طاقت پر ہوتا ہے لفظ گورنمنٹ سے جو خیال ذہن مین آتا ہی
اگر اُسپر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ گورنمنٹ ایک ترتیب دی ہوئی طاقت کا نام ہی
مگر اس طاقت کے لیے یہ ضروری نہین ہی کہ اسکا انحصار فوج اور اسلحہ پر ہو بلکہ یہ
طاقت یا قوت ایک شخص یا متعدد شخصونکی قوت ارادی کا نام ہی جسکے عمل مین لانیکے
لیے بعض اوقات فوج اور اسلحہ کی بھی ضرورت ہو جایا کرتی ہی، کسی گورنمنٹ کو لیجیے جس
طاقت یا قوت پر اُسکے حکام کے اقتدار کا انحصار ہی بسا اوقات قرنون تک اسکا ظہور
ایک مسلح طاقت کی صورت مین نہین ہوتا خوش قسمتی سی ہمارے ہی ملک مین جو گورنمنٹ
اسوقت موجود ہی اُسکا یہ وطیرہ نہین ہی کہ اپنی رعایا پر اسلحہ اُٹھائے یہانتک کہ اُنکے
بیخطر مشاغل مین کسی قسم کی مداخلت نہین کرتی، اور اس طرح پر اس گورنمنٹ کے
اغراض بلا اظہار جبر پورے ہوا کرتے ہین مگر باوجود اسکے ایک قوت گورنمنٹ مین
موجود ہے جو کسی ایک خاندان یا فرقہ کی قوت نہین ہی بلکہ اُس کثیر التعداد جماعت
کی قوت ہے جسکو اس گورنمنٹ سے اتفاق ہی۔ زمانۂ حال کے موجودہ جمہوری سے
جمہوری گورنمنٹون مین بھی اقتدار اور طاقت یا قوت کے یہ اجزا پائے جاتے ہین۔

کثرت رائے کا غلبہ کچھ کم طاقت نہین ہوا کرتی ہی مجارٹی کا اپنے آرا کے نفاذ کیلئے مرتب اور منضبط ہوکر حکومت کرنا اُس قوت سے کم نہین ہوا کرتا جو ایک خود مختار حکمران کو فوجون کی مدد سے حاصل ہوا کرتی ہے۔

ابتدائی زمانہ کی گورنمنٹون یا حکمرانون کے اختیارات و اقتدارات کو اگر غور سے دیکھا جائے تو اُن کا بھی دار و مدار مجارٹی ہی کی مرضی پر ہوا کرتا تھا جابر حکمران اسلحہ کے ذریعہ سے اپنی حکومت قائم کرتے تھے اور خراج وصول کرتے تھے۔ مگر یہ ہمت نہ ہوتی تھی کہ رواج ملکی کو تبدیل کر دین۔ کسی ایسی تبدیلی کی ہمت کرنا رعایا کے سخت اشتعال و برہمی کا باعث ہوتا تھا اور جبتک ایسی مداخلت نہین ہوتی تھی عام کی مشترکہ مرضی حکومتِ وقت کی مخالفت نہین کرتی تھی۔ اس مشترکہ اتفاق رائے مین وہ طاقت ہی جو بادشاہون کے اختیارات کو محدود اور اُنکی امداد کرتی رہتی ہی

گورنمنٹ کی قسمین

ارسطو کے نزدیک گورنمنٹ تین قسم کی ہوا کرتی ہین۔ (۱) شخصی (۲) سلطنت نوعی (۳) جمہوری۔ مگر ارسطو کی تقسیم نہ تو زمانۂ حال کے مطابق ہی اور نہ کامل ہی موجودہ سلطنتون مین سے کسی ایک کے متعلق اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیا یہ سلطنت ایک فرد واحد کے زیر حکومت ہی یا چند شخصون کے تو جواب دشوار معلوم ہوتا ہی کیونکہ فرائض گورنمنٹ آج کل ایک بادشاہ اور ایک یا زیادہ جماعتون کے درمیان منقسم ہوا کرتے ہین اور گورنمنٹ انگلستان کو اگرچہ شخصی سلطنت کہا جاتا ہی تاہم علاوہ بادشاہ وقت کے دارالامرا اور دارالعوام دو اور مجلسین انتظام سلطنت کے لیے موجود ہین یہی حال اٹلی پرشیا اور پرتگال وغیرہ کا ہی فرانس اور امریکہ اگرچہ جمہوری سلطنتین کہلاتی ہین مگر انمین بھی ایک پریزیڈنٹ اور سینٹ موجود ہی

تاریخ اور مشاہدہ ہمین اس نتیجہ پر پہونچاتی ہین کہ دنیا مین جس طرح اور اجزا باہم ملکر ایک ایک زندہ جسم بن جاتے ہین اوسیطرح انسان بھی اکثر متحد ہوجایا کرتے ہین۔

کبھی اشتراکِ خون اور کبھی مذہب اور کبھی خیال منفعتِ سوسائٹی کی ترتیب اور وجود کا باعث ہوا کرتے ہین۔ بطور سلطنت کا اظہار تین مختلف صورتون مین ہوا کرتا ہی (۱) فرقون کی سلطنت (۲) مذہبی سلطنت (۳) خاص پولٹیکل سلطنت ایک چوتھی صورت وہ ہی جسکا وجود جبریہ ہوا کرتا ہی جہان سلطنتون کا نشو و نما قدرتی طریقہ پر مثل حیوانی اور نباتاتی اجسام کے ہوا کرتا ہی وہان یہ بھی ہوتا رہتا ہی کہ دو سلطنتون کے باہمی تصادم سے کے بعد فاتح سلطنت مفتوح سلطنت کو نیست و نابود کرکے ایک جدید گورنمنٹ قایم کرتی ہی جو غیرون کے ہاتھون مین رہتی ہی اس قسم کی گورنمنٹ مذہب یا اشتراک خون کا نتیجہ نہین ہوتی بلکہ نتیجہ فتح ہوا کرتی ہی۔ ایک پانچوین صورت وہ ہی جو زمانہ قدیم (خاصکر اہل یونان) کی تاریخ اور زمانہ حال کی سلطنتون کے مشاہدہ سے نظر آتی ہی برخلاف اہل یونان اور روما کے جو سلطنت سے مُراد "شہر" لیا کرتے تھے آجکل سلطنت سے مُراد "ملک" ہوا کرتا ہے شہر کی سلطنت اُس سلطنت کو کہا جائیگا جس مین لوکل گورنمنٹ کا وجود نہ ہو اور ملک کی سلطنت وہ کہلائیگی جہان علاوہ مرکزی گورنمنٹ کے لوکل گورنمنٹ بھی موجود ہو۔

چوتھی اور پانچوین صورتین سلطنت کی قسمون مین داخل ہین مگر پہلی تین شکلین دراصل ایک ہی سلطنت کے مختلف مدارج کا ظہور ہین۔

گورنمنٹ کی ابتدا تاریخ سے یہ بات ثابت ہی کہ قرابت یا اشتراک خون سے ہر تمدنی اتحاد اور گورنمنٹ کی ابتدا ہوئی ہی ابتدائی رشتۂ اتحاد اور حکومت کے اختیارات کی بنیاد ایک ہی چیز تھی یعنی واقعی یا فرضی قرابت خونی۔ ہر تمدنی جماعت کی ابتدا خاندان سے ہوئی اور گو کہ ابتدا مین ایک خاندان دوسرے خاندان سے علٰحدہ رہتا تھا تاہم بتدریج عادات اور گرد و پیش کے واقعات کی تبدیلیون نے خاندانون اور قبائل کی قومین بنا دین۔ دنیا مین

سب سے پہلی سلطنت وہ تھی جس مین ہر فرد اپنے آپ کو دوسرے کا قرابت دار سمجھتا تھا
غرضکہ خاندان ہی کے سلسلہ مین ہر پولیٹکل سوسائٹی اور ہر گورنمنٹ کی ابتدا ہوئی ۔
سب سے ابتدائی انسانی فرقون کے افراد مختلف خاندان ہوا کرتے تھے اور ان ہی
خاندانون کے انضباط سے وہ خیال پیدا ہوا جو پولیٹکل جماعت کے وجود مین آنے کا
باعث ہوا ہر خاندان کے ممبر قرابت کے رشتہ مین جکڑے ہوئے تھے اور ہر خاندان
مین باپ کی حکومت اسوجہ سے مسلم مانی جاتی تھی کہ باپ ہی خون مشترکہ کا سرچشمہ
سمجھا جاتا تھا قرابتداری کے سوا انسان کی سمجھ مین اسوقت تک کوئی دوسرا تعلق نہین
آیا تھا ، دائرۂ قرابت داری کے باہر ہر ایک شخص اجنبی دشمن سمجھا جاتا تھا ، یہ خیال
اسقدر مستحکم ہو گیا تھا کہ خاندانون سے قبائل بن جانے کے بعد بھی جبکہ باپ یا دادا
یا پردادا یا کوئی ایسا متنفس زندہ نہ رہا جو خاندانی اتحاد کو قایم رکھے کسی ایک
بزرگ خاندان کو انتخاب کے ذریعہ سے وہی اعزاز بخش دیئے جاتے تھے قرابتداری کے
ساتھ ساتھ متوفی بزرگون کی پرستش بھی ابتدائی قبائل کے ساخت مین بڑا اثر
رکھتی تھی ۔ ہر قبیلہ یا خاندان کے لئے جائے پرستش مقرر تھی جہان اس قبیلہ یا خاندانکے
کل افراد اپنے اپنے بزرگون کی ارواح سے مدد اور ہدایت مانگتے تھے ۔ ان روحون کو
یہ لوگ دیوتا سمجھکر اُنکے طریقون کی خلاف ورزی کرنا اُنکی سخت ناراضی کا باعث
سمجھتے تھے ۔ رفتہ رفتہ یہی طریقے رسوم اور رواج کی صورت پکڑ گئے جس کی
جکڑ بند سے بعض قومین اسوقت تک علیحدہ نہین ہو سکی ہین مگر یہ رسوم اور طریقے
مختلف قبائل اور مختلف فرقون کے لحاظ سے فی نفسہ ایک دوسرے سے متغائر
اور مختلف تھے اور پھر وحشیانہ زمانہ کی بے امن زندگی جیسے جیسے قبائل کو ایک دوسرے
سے علیحدہ کرتی گئی اُسکے ساتھ یہ رسوم اور رواج بھی ایک دوسرے سے علیحدہ
ہوتے گئے اور اس زمانہ کی باہمی جنگون اور ایک دستور سے دوسرے دستور کی تعلیم

کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہترین رسوم اور رواج قائم رہے مختلف قوموں کی ان باہمی جنگوں نے
دستور و آئین مین تبدیلی پیدا کردی مثلاً اصول وراثت کی جگہ ایک زمانے کے
بعد صنول انتخاب قائم ہوگیا۔ حکمرانی کے لئے سن رسیدہ ہونیکی قید اُٹھ گئی بلکہ اسکی
جگہ شجاعت اور عقلمندی نے لی۔ یہانتک کہ قومی انتخاب کو دوسرے خاندانون
سے اپنے لئے سرغنہ مقرر کرنیکا حق عطا ہوگیا۔ ان تبدیلیون کا باعث سوسائٹی
کی محض نشونما ہوئی تھی۔ قبائل سے قومین بننے پر اشتراک خون اور قرابتداری کا خیال
مفقود ہوگیا۔ خاندان کی حکومت اور قوم کی حکومت مین امتیاز ہونے لگا
اور حکومت کے استحقاق موروثی زائل ہونیکے ساتھ ساتھ سلطنت خاندان پر غالب
آگئی۔ اہل روما کے نزدیک گورنمنٹ کی اصلی غرض رفاہ عام ہو

اغراض گورنمنٹ اس اصول کے لحاظ سے فرائض گورنمنٹ کی حسب ذیل صراحت
ہوسکتی ہو (۱) انتظامی (۲) اختیاری۔ اوّل الذکر کے تحت مین حسب ذیل
باتین داخل ہین جو سوسائٹی اور گورنمنٹ دونون کے وجود کیلئے ضروری ہین۔

امن قایم رکھنا اور رعایا کی ذات و جائداد کی حفاظت کرنا۔

رعایا کے مابین قانونی حدود کا قائم کرنا۔

جائداد کے تبادلے اور ملکیت کا بندوبست کرنا۔ قرضجات اور جرائم کے
معاوضہ مین جائداد کی ذمہ داری کی تصریح کرنا۔

رعایا کے مابین معاہدون کی تعین کرنا۔

جرائم کی صراحت اور سزائین مقرر کرنا۔

معاملات دیوانی مین انصاف کے ذرائع مہیا کرنا۔

رعایا کے پولیٹکل فرائض استحقاق اور تعلقات کا تعین کرنا۔

دول خارجہ کے تعلقات کا نظم و نسق کرنا بیرونی خطرات سے محافظت کرنا

اور تعلقات بین الاقوام کو ترقی دینا۔

دوسری شق مین حسب ذیل امور شامل ہین جو سوسائٹی کے فائدہ عام کی غرض سے نفاذ پذیر ہوتے ہین۔

تجارت صنعت اور حرفت کے ضابطے مقرر کرنا۔

مزدوری پیشہ لوگون کا انتظام کرنا۔

راستون اور سڑکون کا قایم کرنا۔

تاربرقی اور ڈاکخانہ جات کا انتظام کرنا۔

حفظان صحت کا بندوبست کرنا۔

تعلیم کا انتظام کرنا۔

غربا اور قابل لوگونکی خبرگیری کرنا۔

جنگلات دریاؤن اور اُسکے مماثل کا انتظام کرنا۔

کونسلون کی تاریخ

مشرق مین برٹش مقبوضات کی گورنمنٹین قدرتاً ان اصولون پر قائم ہنین
ہوئین ہین جنپر برٹش نوآبادیون کی سلطنت کی بنیا درکھی گئی ہو۔ اوّل الذکر صورت مین
ظاہر ہو کہ محکوم قومون کی تاریخ، اونکے خیالات اور اُنکے تمدنی حالات کا لحاظ رکھنا
ضروری ہوتا ہو، مشرقی قومین جس طرز حکومت کی عادی رہ چکی ہین وہ مغربی اصول
گورنمنٹ سے مختلف ہو اور اسلئے مغربی طرز سلطنت کے اثر کو قدرتاً دیر مین قبول کرتے
ہین پولیٹکل اختیارات عطا کئے جانے کے قبل جمہور مین پبلک روح اور قومیت کا پیدا
ہونا اور اغراض گورنمنٹ اور حاکم و محکوم کے تعلقات کا سمجھنا ضروری ہوتا ہو سلطنت
کے اختیارات اُنھین کو دیئے جاسکتے ہین جنکی بے لوثی اور غیر طرفداری مسلمہ ہو اور
خاصکر ہندوستان مین وہی لوگ اسکے اہل ہو سکتے ہین جو گورنمنٹ وقت کے دل وجان
سے ہوا خواہ ہون گورنمنٹ کا جمہوری یا شخصی ہونا اسقدر قابل لحاظ نہین جتنا کہ گورنمنٹ
کا منصفانہ اور بہبود رعایا کے اصول پر قایم ہونا یہی اصول ہین جنپر برٹش گورنمنٹ کی
بنیاد رکھی گئی ہو اور اِن ہی پاکیزہ اصول کی بدولت یہ گورنمنٹ قائم ہو اور باوجود اُن
مخالفتون کے جو بعض کوتہ نظرون کی طرف سے اسکے ارادون کے متعلق ہوا کرتی ہین آیندہ
قایم رہیگی۔ قبل اسکے کہ گورنمنٹ کا موجودہ نظام بیان کیا جائے ایسٹ انڈیا کمپنی
کے ابتدائی سندات و رپارلیمنٹ کے اُن ایکٹونپر ایک سرسری نظر ڈالنا مناسب معلوم

ہوتا ہی جو ہندوستان کے متعلق گذشتہ تین سَو برس کے زمانے مین نافذ ہوتے رہے اس ریویو سے ظاہر ہوگا (۱) موجودہ گورنمنٹ مین جو بقول لارڈ ہلسبری سلطنت مغلیہ کی جانشین ہے ہو وقتًا فوقتًا کیا کیا تبدیلیان ہوتی رہین (۲) نظام موجودہ کس طرح ظہور مین آیا (۳) اصول متذکرۂ صدر کا ہمیشہ لحاظ رکھا گیا۔

تاریخ کونسل ایسٹ انڈیا کمپنی کی ابتدائی عملداری مین اکزکٹو اور لیجسلیٹو کونسلون مین کوئی امتیاز نہین کیا جاتا تھا، وضع قانون اور انتظامی (نیز عدالتی) اختیارات ایک ہی کونسل کے ہاتھ مین تھے۔

سنہ ۱۶۰۰ء چنانچہ سنہ ۱۶۰۰ء مین جہان ملکہ ایلزبتھ نے بلا وساطت پارلیمنٹ محض اپنے اختیار سے انگلستان کے تاجرون کی ایک جماعت موسومہ لنڈن ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایشیا۔ افریقہ اور آمریکا کے ملک مین تجارت کرنیکے اختیارات عطا فرمائے تھے وہان کمپنی مذکور اور اُسکے گورنر کو انتظام و ترقی تجارت اور خوش انتظامی کی غرض سے ملازمین کمپنی کے لئے ایسے معقول قوانین بنانے کا بھی حق دیا تھا جنکو ممبران موجودہ اپنی کثرت رائے سے مفید اور ضروری سمجھین کمپنی مذکور کے اختیارات مفوضہ محض قانون ہی تک محدود نہ تھے بلکہ ان قوانین کی ترمیم و تنسیخ و نیز اجرا و نفاذ کا اختیار بھی دیدیا گیا تھا، درحقیقت یہ ابتدائی سند جسکی رو سے اختیارات مذکور ان تاجرون کو عطا ہوئے تھے موجودہ اکزیکٹو لیجسلیٹو اور عدالتی صیغون کی بنیاد ہی۔

سنہ ۱۶۰۹ء نو سال کے بعد بزمانہ حکومت جیمس اوّل سند مذکور کی از سر نو تجدید ہوئی مگر کوئی قابل ذکر ترمیم یا تنسیخ اختیارات مذکور مین نہین ہوئی البتہ ہر دو سندات مین یہ قید رکھی گئی تھی کہ قوانین مجریہ کمپنی مذکور رواج اور آئین انگلستان کے متناقض نہ ہون۔

نوٹ شاہ عالم کا لارڈ کلایو کو سند دیوانی عطا کرنا اس خیال کی ایک مزید تائید ہے۔

سنہ ۱۶۶۱ء ہندوستان مین انگریزون کا پہلا مقبوضہ جزیرہ بمبی ہی جسے والی پرتگال نے سنہ ۱۶۶۱ء مین چارلس دوم شاہ انگستان کو اپنی لڑکی کے جہیز مین دیا تھا۔ اور چارلس دوم نے لنڈن ایسٹ انڈیا کمپنی کو سنہ ۱۶۶۹ء مین دیا۔

اس زمانہ مین سلطنت دہلی کی فیاضیون اور کمپنی مذکور کی تاجرانہ اولالعزمیون نے بلکہ نہ صرف ہندوستان کے مغربی ساحل پر اپنے مقبوضہ جات قایم کر لئے تھے بلکہ مدراس اور ساحل مشرقی اور نیز بنگال مین تاجرانہ سلسلہ شروع ہوگیا تھا، کمپنی مذکور کی اس روزافزون ترقی کو دیکھکر دیگر تاجران انگلستان کی آتش حسد بھڑک اُٹھی اور اُنھون نے کمپنی مذکور کے اختیارات وضع قانون او منصب عدالتی پر یہ اعتراض کرنا شروع کردیئے کہ شاہ انگلستان کو بلامنظوری پارلیمنٹ سنہ ۱۶۹۸ء ایسے حقوق کے عطا کرنیکا کوئی منصب نہ تھا جب ان اعتراضات کا کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہوا تو تاجران مذکور نے سنہ ۱۶۹۸ء مین ایک جدید کمپنی انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے قایم کردی اور اس کمپنی کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے ایک جدید سند حاصل کیگئی۔ مدبرین انگلستان نے یہ رنگ دیکھکر دونون کمپنیون کو ملا دیا اور ایک متحدہ کمپنی "ایسٹ انڈیا کمپنی"، کے نام سے مرکب کرلی۔ اور آخر الذکر سند اس کمپنی کا دستور العمل قرار پائی

اس سند کی روسے دو جدید مجلسین قائم ہوئین (۱) مجلس منتظمین (۲) مجلس عامہ حصہ داران کمپنی۔

سند جدید نے اگرچہ اس متحدہ کمپنی کو اپنے تمام مقبوضات کے انتظام اور نگرانی کے پورے اختیارات عطا کیے تھے اور صرف سلطنت انگلستان کے ماتحت رہنے کی قید رکھی تھی اور عدالتین بھی بدستور سابق قایم ہوگیئن تھین تاہم سند مذکور مین وضع قانون کی نسبت کوئی ذکر نہ تھا۔

سنہ ۱۷۲۶ء اس سال کی سند کی رُو سے منجانب پارلیمنٹ کمپنی مذکور کی

مقبوضات بمبئی ، مدراس - بنگال کے لیئے جداگانہ کونسلین مع ایک ایک گورنر کے مقرر ہوئین ، اور ہر کونسل کو اپنے اپنے علاقہ کے نظم و نسق کے لیئے اور نیز باشندگان علاقہ جات مذکور کے لیئے "قرین عقل ور موافق قانون انگلستان" قواعد وضوابط بنانے کا اختیار دیا مگر اس شرط کے ساتھ کہ مجلس منتظمین کی دستخطی منظوری کے بغیر کمپنی کا کوئی قانون قابل نفاذ نہو گا -

دو عملہ گو کہ انگریز تاجرون کو یہ حق کہ اپنے مقبوضات مین اپنی ہی وضع کردہ قوانین کو نافذ کرین جہانگیر ہی کے عہد مین عطا ہو چکا تھا جسکی پابندی اسکے جانشین کرتے رہے مگر اس آزادی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک طرف تو کمپنی سلطنت مغلیہ کے زیر حکومت تھی اور دوسری طرف اپنے مقبوضات پر بطور خود حکمران تھی سلطنت دہلی کا یہ اقتدار جنگ پلاسی کے زمانہ یعنے ۱۷۵۷ء تک قایم رہا مگر عالمگیر کی وفات کے بعد ہی سے جبکہ مرہٹون اور مسلمانون مین کشت و خون کا بازار گرم ہو رہا تھا اور تمام ہندوستان مین بیچینی اور بدامنی پھیلی ہوئی تھی انگریز اور فرانسیسی تاجرون کو ملک گیری کا خیال پیدا ہو چلا تھا -

۱۷۵۷ء جنگ پلاسی کے بعد لارڈ کلایو کا انگلستان جانا تھا کہ ہندوستان مین ملازمین کمپنی نے جبر و تشدد اور بدامنی کی انتہا کر دی سلطنت مغلیہ کی طرف سے حکومت بنگال دو حصون پر منقسم تھی - ایک حصہ نظامت دوسرا حصہ دیوانی اور یہ دونون خدمتین نواب مرشد آباد کے سپرد تھین - مگر کمپنی کے فتوحات نے نواب کے اختیار اور اقتدارات کو اسقدر گرا دیا تھا کہ سلطنت درحقیقت تاج برطانیہ کی طرف منتقل ہو چلی تھی مگر بوجہ بعد مسافت سلطنت مذکور کے لیئے کمپنی کے اُن ملازمین کی زیادتیون کا انسداد کرنا جو تجارت کرتے کرتے اسوقت ممالک مفتوح کی حکمرانی کے دعویدار ہو گئے تھے ایک غیر ممکن امر تھا - اور کمپنی مذکور کو جو اختیارات قانونی حاصل تھے وہ انکی

بد اعمالیونکی سزا دہی کے لیے کافی نہ تھے۔ دوسری طرف مجلس منتظمین خود باوجود اظہار رحم وانصاف ایسی آمدنی کی متمنی تھی جو کسی طرح بغیر جبر وتشدد حاصل نہین ہو سکتی تھی۔ یہ حالت دیکھکر لارڈ کلایو نے سلطنت دہلی سے عطاے سند دیوانی کی استدعا کی سند مذکور حاصل ہونے پر اگرچہ کمپنی کو اختیارات شاہی حاصل ہوگئے تھے۔ مگر تاہم ان مفسدین کی زیادتیون کا کوئی انسداد نہ ہوسکا عدالتین بیچاری کیا کر سکتی تھین جو بعد عطائے سند مذکور تھوڑے عرصہ کیلئے مگر برای نام مسلمان حکام کے ہاتھ مین رکھی گئی تھین۔

۱۷۷۳ء پارلیمنٹ نے ان لوگون کے فوری عروج اور تمول کو دیکھکر خفیہ تحقیقات شروع کردی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۷۳ء مین ایک ایکٹ پاس کیا گیا جس نے کمپنی کی حکومت ہند مین اہم تبدیلیان پیدا کردین۔

(۱) گورنمنٹ بنگال کے لئے چار ممبرون کی تعداد مقرر کی گئی اور گورنر بنگال کو گورنر جنرل کا لقب عطا ہوا۔ اس کونسل مین ہر معاملہ کا کثرت رائے سے فیصلہ ہونا قرار پایا یعنے گورنر جنرل کو ممبران کونسل کی کثرت آرا کے فیصلہ کے منسوخ کرنیکا کوئی حق نہین دیا گیا۔ اگرچہ بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹین اس گورنمنٹ کے ماتحت کردی گئین مگر یہ گورنمنٹ بجائے خود مجلس منتظمین کے ماتحت رکھی گئی۔

(۲) گورنمنٹ بنگال کو فورٹ ولیم اور کل مقبوضات ماتحت کے انتظام اور صیغہ دیوانی کے لیے قواعد اور ضوابط وضع کرنے اور درصورت خلاف ورزی باشندگان سزائین دینے کا بھی اختیار دیدیا گیا۔ اگزکیٹو اور لیجس لیٹو اختیارات ایک ہی کونسل کے ہاتھ مین رہے۔

(۳) مگر گورنمنٹ عالیہ کے ان غیر محدود اختیارات پر دو قیدین بھی لگا دی گئین وہ یہ کہ اول تو ایک عدالت العالیہ براہ راست شاہ انگلستان کی طرف سے

قائم کی گئی جسپر کمپنی کو کوئی اختیار نہین دیا گیا اور گورنمنٹ عالیہ کے وضع کردہ قوانین کا اس عدالت مین رجسٹری ہونا لازمی رکھا گیا - دوم یہ کہ سلطنت انگلستان کو گورنمنٹ عالیہ کے اور قوانین کا تاریخ نفاذ سے دو سال کے اندر تک منسوخ کرنیکا کا حق دیا گیا۔

ایکٹ مذکور نے اگرچہ عدالت العالیہ قائم کرنیسے ملازمان کمپنی کے جبر و تشدد کی بہت کچھ روک تھام کر دی کیونکہ افسران عدالت کا تقرر براہ راست سلطنت انگلستان کی طرف سے ہوا کرتا تھا اور یہ حکام اُن عدالتون کی طرح جو کمپنی کے ماتحت تھین ملازمان کمپنی کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے تاہم اس انتظام سے دو خود مختار اور ایک دوسرے کی مخالف طاقتین پہلو بہ پہلو قایم ہوگئین ایک گورنمنٹ عالیہ جو کمپنی کی ماتحت تھی دوسری عدالت العالیہ جو خود سلطنت انگلستان کی قائم کی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سات سال تک متواتران دونون مین سخت کتا چھنی ہوا کی - مخالفت کی یہانتک نوبت پوہنچی کہ راجہ کاسی جوراجسپر ایک ڈگری عدالت العالیہ سے صادر ہو چکی تھی اُسکے گھر مین عدالت العالیہ کا سرجنٹ ساٹھ سپاہیونکو لیکر اجراء ڈگری کے سلسلہ مین گھس گیا اُسپر گورنمنٹ عالیہ نے نہ صرف راجہ ہی کو خلاف ورزی احکام عدالت العالیہ کی ترغیب دی بلکہ فوج کو حکم دیدیا کہ ملازمین عدالت جو راجہ کے گھر مین گھس گئے تھے گرفتار کرلئے جائین - دوسری طرف عدالت العالیہ نے بگڑ کر گورنر جنرل اور ممبران کونسل کے خلاف سمن جاری کر دیئے مگر تعمیل ذاتی ہونے پر بھی گورنر جنرل یا ممبران کونسل نے کوئی پروا نکی ۔

۱۷۸۱ء اس بدنظمی کی خبر سنکر پارلیمنٹ نے گورنمنٹ عالیہ کے اختیارات مین حسب ذیل توسیع کر دی ۔

(۱) اگر گورنمنٹ کوئی فعل یا حکم صادر کرے تو ایسے فعل یا حکم کے متعلق عدالت العالیہ

کو بازپرس کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۲) گورنرجنرل اور ممبران کونسل کی تحریری ہدایت کسی کام کے متعلق اُس کام کے کرنیکی کافی اور معقول وجہ سمجھی جاوے گی۔

۳ صوبجات کی کونسلون اور عدالتون کے لئے قواعد و ضوابط بنانیکا اختیار گورنرجنرل کے کونسل کو ہوگا۔

۴ صوبجات کی عدالتون کے فیصلہ کی اپیل سماعت کرنیکا بھی حق گورنر جنرل کی کونسل کو ہوگا۔

واقعات متذکرۂ بالا سے یہ ظاہر ہی کہ گورنمنٹ عالیہ کو وضع قانون کے اختیارات ایک تو ۱۷۷۳ء والے ایکٹ کی رو سے حاصل تھی دوسرے اس ۱۷۸۱ء والے ایکٹ نے عطا کئے تھے مگر اوّل الذکر قوانین کے لئے عدالت العالیہ مین رجسٹری ہونا لازمی تھا اور آخرالذکر کے لئے یہ قید نہ تھی اسلئے گورنمنٹ عالیہ نے اپنے محدُود اختیارات پر پردہ ڈالکر اس دوسرے ایکٹ کی آڑ مین بیشمار قوانین بصورت قواعد و ضوابط بنائے۔ جن کا نام مجموعہ آئین رکھدیا گیا۔

۱۷۸۶ء اگرچہ عدالت العالیہ کی مداخلت سی نجات ملجانے پر گورنمنٹ کو اپنے انتظامات مین ایک گونہ آسانی ہوگئی تھی۔ تاہم اس وقت کا کوئی علاج نہ تھا کہ گورنرجنرل کی کونسل مین ہر معاملہ کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوتا تھا اور ممبران کونسل کے باہمی اختلافات کیوجہ سے ہر روز انتظامی مشکلات کا سامنا رہتا تھا۔ اس مشکل کو محسوس کرکے ۱۷۸۶ مین لارڈ کارنوالس نے عہدۂ گورنرجنرلی منظور کرنیکے قبل یہ شرط کرلی تھی کہ اون کو اپنی کونسل کے فیصلہ جات منسوخ کرنے کا پورا اختیار دیا جاوے۔ چنانچہ یہ شرط منظور کرلیگئی تھی بلکہ ۱۷۹۳ء مین جب کمپنی کی سند تجارت۔ کی پارلیمنٹ کی طرف سے تجدید ہوئی تو نہ صرف

گورنر جنرل ہی کے لئے اپنی کونسل کے فیصلہ جات کے منسوخ کرنیکا حق برقرار رکھا گیا بلکہ گورنران بمبئی اور مدراس کو بھی یہ حق دیدیا گیا۔

سنہ ۱۷۹۳ء اس مرتبہ نہ صرف گورنمنٹ عالیہ کے اختیارات حکومت تمام ہندوستانی مقبوضات کمپنی کے لیے بلکہ بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹون کے بھی اختیارات وضع قوانین انپر اپنے علاقہ جات ماتحت کیلئے مان لئے گئے۔

سنہ ۱۷۹۷ء اسکے بعد سے سنہ ۱۸۳۳ء تک پارلیمنٹ نے کمپنی کے گورنمنٹ ہندوستان کے متعلق جو ایکٹ پاس کئے انمین سے ایک تو سنہ ۱۷۹۷ مین پاس ہوا جس نے گورنمنٹ عالیہ کے اُن قواعد وضوابط کو جو سنہ ۱۷۸۱ء والے ایکٹ کے پردہ مین وضع کئے گئے تھے باضابط پاس شدہ ہونیکی سند عطا کردی۔

سنہ ۱۸۰۰ء دوسرا سنہ ۱۸۰۰ مین پاس ہوا جسکی رُو سے مدراس کو اور تیسرا سنہ ۱۸۰۷ء مین جسکے ذریعہ سے مدراس و بمبئی دونون کو اپنے اپنے علاقہ جات کے لئے بالتصریح وضع قوانین کے اختیارات عطا ہو گئے۔

اس سلسلہ کا آخری ایکٹ سنہ ۱۸۱۳ مین پاس ہوا جس نے بنگال مدراس اور بمبئی کی کونسلون کے اختیارات مین اضافہ کیا اور اُسیکی ساتھ انپر نگرانی بھی بڑہا دی مثلاً یہ کہ جہان کورٹ مارشل اور ٹکس کے متعلق قوانین وضع کرنیکا اختیار عطا کیا وہان قوانین عطا کردہ کا پارلیمنٹ مین پیش ہونا ضروری کر دیا۔

سنہ ۱۸۳۳ اب تک جو آئین یا قوانین وضع ہو چکے تھے اُنکے نقائص کے رفع کرنے اور نیز واضعان قوانین اور عدالتہائے کمپنی کے اختیارات تعین اور تصریح کرنیکی غرض سے اس سال پارلیمنٹ کی طرف سے ایک اور ایکٹ پاس ہوا جس نے لیجس لیٹو کونسل کا سنگ بنیاد رکھنے کے علاوہ کمپنی کے گورنمنٹ مین حسب ذیل قابل الذکر تبدیلیان کر دین۔

(۱) کمپنی کے وہ مقبوضہ جات جو صوبہ بنگال مین شامل تھے اُن سب کا ایک افسر اعلی کی نگرانی اور تحت مین رہنا انتظامات سلطنت مین روزمرہ کی پیچیدگیون کا باعث تھا اور اتنے بڑے وسیع حصّہ ملک کا انتظام ایک افسر کے لئے سخت دشوار ہو گیا تھا اسلئے اسی ایکٹ نے صوبہ بنگال کے دو حصّہ کر دیئے۔ ایک فورٹ ولیم اور دوسرا آگرہ کے نام سے مخصوص کیا گیا۔ اوّل الذکر حصّہ کا بماتحتی گورنر جنرل رکھنا قرار پایا۔

گورنر مغربی وشمالی کا اوّل تقرر اور خود گورنر جنرل کو اس حصّۂ ہندوستان کے گورنر کا لقب عطا ہوا اور صوبۂ آگرہ کے لئے ایک علحدہ گورنر کی تقرری تجویز کیگئی چنانچہ ۱۸۳۵ء مین صوبجات مغربی وشمالی کے لئے ایک لفٹنٹ گورنر مگر بغیر کسی کونسل کے مقرر ہو گیا۔

(۲) وضع قوانین کے لئے بجائے تین کونسلون کے ایک مرکزی کونسل گورنر جنرل کی رکھی گئی۔ اور اُس کونسل کو ممالک محروسہ کے اندر ہر شخص اور ہر مقام اور ہر عدالت کے لئے آئین و قوانین بنانے اور نیز ترمیم اور تنسیخ کا پورا اختیار دیا گیا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ قوانین و آئین مذکور کا پارلیمنٹ یا سلطنت متحدہ کے اختیارات اور اقتدار پر کوئی اثر نہ پڑسکے گا۔

(۳) باقی ماتحت کونسلون کی وضع قوانین کا اختیار تو بحال رہا مگر یہ قید بڑہا دی گئی کہ ان کونسلون کے مسودہ قوانین معہ وجوہات گورنر جنرل کی کونسل مین بھیجے جایا کرین اور گورنر جنرل کا فیصلہ قابل نفاذ سمجھا جائے۔

(۴) گورنر جنرل کی کونسل مین جو چار ممبر ہوا کرتے تھے انمین سے تین ممبرون کے لئے اس ایکٹ نے یہ شرط کر دی کہ وہ کمپنی کے ملازمین مین سے مقرر کئے جاوین مگر چوتھا ممبر ملازم نہو۔ آخر الذکر ممبر کو ممبر قانونی کا لقب دیا گیا

کیونکہ اسکی شرکت کونسل کے محض اُن اجلاس کے لئے مخصوص رکھی گئی - جو وضع قانون کی غرض سے منعقد ہوا اگزکٹو کونسل کے اجلاس مین شرکت کا حق اس ممبر کو عطا نہین کیا گیا۔

(۵) گورنر جنرل مع کونسل کو دیگر مقامات کے جنگی اور سول انتظامات کا بھی اختیار دیا گیا۔

۱۸۵۳ء حالت مذکورہ بالا گو کہ ۱۸۶۱ء تک رہی مگر ۱۸۵۳ء مین گورنمنٹ کی ساخت مین ایسی اہم تبدیلیان ہوئین جنسے ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ قابل الذکر تغیرات یہ ہین۔

(۱) صوبہ بنگال کے لئے ایک لفٹنٹ گورنر ممبر کونسل کے مقرر کیا گیا اور اسطور پر گورنر جنرل کے سر سے یہ بار گران راو تار لیا گیا۔

(۲) گورنرون اور لفٹنٹ گورنرون کو لجس لیٹو کونسل کے لئے ایک ایک ممبر مقرر کرنیکا حق عطا ہوا -

(۳) چوتھے ممبر کو بھی ممبری کونسل کا حق عطا ہوا -

(۴) بنگال چیف جسٹس کا مع عدالت العالیہ کے ایک چھوٹے جج کے حسب انتخاب گورنر جنرل، کونسل کا ممبر ہونا لازمی قرار پایا۔

(۵) ایک جج کی یا اُس چوتھے ممبر کی جس کا ذکر اوپر ہوا ہی کونسل مین شرکت ضروری رکھی گئی۔

(۶) کونسل کے اجلاسون کے لئے چھ ممبرون کا کورم قرار پایا۔

(۷) ممبران کونسل کو مسودہ قوانین پیش کرنے اور جس قانون کو مفید سمجھین اُس سے اختلاف کرنے اور نیز مباحثہ کرنے کے اختیارات بھی عطا ہوے۔

نوٹ اگزکٹو اور لجسلیٹو کونسل مین اسیوقت سے امتیاز شروع ہوتا ہی۔

مذکور بالا تبدیلیان لیجس لیٹو کونسل سے مخصوص تھین۔ اگزیکیٹو کونسل مین اسوقت قابل ذکر تبدیلی نہین ہوئی۔

۱۸۵۸ء اس سال سلطنت ہندوستان ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے تاج برطانیہ کی طرف منتقل ہوئی اور گورنر جنرل کو ویسرائے کا نیا لقب عطا ہوا جو ایکٹ پارلیمنٹ نے اس سال پاس کیا تھا اس کی رو سے کمپنی اور اُسکے منتظمین کے کل اختیارات ایک سکریٹری آف اسٹیٹ کو تفویض کر دیے گئے جسکو یہ اختیار عطا ہوا کہ وقت ضرورت ایک کونسل سے مدد لیا کرے جسکے ممبرون کی انتہائی تعداد پندرہ سے زیادہ نہو۔ اس کونسل کا ذکر بتصریح آگے چلکر آئیگا۔

سر سید کا رسالہ اسباب بغاوت قبل اسکے کہ ہم پارلیمنٹ کے اس ایکٹ کا ذکر کرین جس نے ہندوستانیون کو لیجس لیٹو کونسل مین شریک ہونے اور سطرح اپنے ملک کے لئے وضع قوانین کا حق دیا سر سید مرحوم کے اُس اہم کارنامہ کا ذکر کرنا ضروری ہی جو دراصل اس اعزاز کا ایک ضروری سبب تھا جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین وہ ایک ایسا نازک وقت تھا کہ قوم اور ملک کی خبر تو درکنار لوگون نے اپنے اعزا اور اقربا تک کا خیال چھوڑ دیا تھا اور ہر شخص کو اپنی جان کی پڑی تھی، ایسے نازک وقت مین ملک و قوم کا جس شخص نے ساتھ دیا اور جس نے اپنی جان اور عزت کی مطلق پروا نہ کر کے قوم اور مُلک اور خود گورنمنٹ کے وقت کے لیے ایک صراط مستقیم بنا دی وہ سر سید ہی کی ذات تھی۔ یہ اُسی سچے محب ملک کی بے ریا کوششون کا نتیجہ ہی کہ لیجس لیٹو کونسل ہی مین نہین بلکہ گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدون پر اس وقت ہندوستانی نظر آتے ہین، اور اگر مُلک اُسکی نصیحت کو مانے گیا اور گورنمنٹ کی وفاداری پر ثابت قدم رہا تو خاطر خواہ نتائج مرتب ہونے لازمی ہین ورنہ احسان فراموشی کی وہی سزا ہی جو ہم اپنی نظرون سے

دیکھ چکے اور دیکھ رہے ہین -

۱۸۵۷ء کا غدر ابھی پورے طور پر فرو نہین ہوا تھا اور ملک مین ابھی بدامنی پھیلی ہوئی تھی اور اسباب بغاوت کے متعلق حکمران قوم کے دلون مین طرح طرح کے خیالات موجزن تھے کہ سرسید مرحوم نے غدر کے اصلی اسباب اپنی دور اندیشی اور مدبرانہ نظر سے دریافت کرکے پارلیمنٹ کے سامنے ایک چھوٹے سے رسالہ کی صورت مین پیش کئے اس رسالہ کی اشاعت کا خاص اہتمام سرسید نے یہ کیا تھا کہ ایک جلد اپنے پاس رکھکر دوسری جلد گورنمنٹ آف انڈیا مین بھیجدی تھی اور باقی کُل جلدین پارلیمنٹ مین روانہ کردی تھین -

رسالہ مذکور مین اسباب غدر کو سرسید نے اس طرح پر بیان کیا ہے -

"سب لوگ تسلیم کرتے چلے آئے ہین کہ واسطے اسلوبی اور خوبی اور پائداری گورنمنٹ کی مداخلت رعایا کی حکومت مُلک مین واجبات سے ہے حکام کو بھلائی یا بُرائی تدبیر کی صرف لوگون سے معلوم ہوتی ہے پیشتر اس سے کہ خرابیان اس درجہ کو پہونچین کہ پھر اونکا علاج ممکن نہو - اور یہ بات حاصل نہین ہوتی جبتک کہ مداخلت رعایا کی حکومت مُلک مین نہو علی الخصوص ہماری گورنمنٹ کو جو غیر ملک کی رہنے والی تھی اور مذہب ورواج اور راہ ورسم اور طبیعت اور عادت بھی اُس ملک سے جدا رکھتی تھی اس بات پر خیال رکھنا واجبات سے تھا"

پھر آگے چلکر لکھتے ہین

"بلاشبہہ پارلیمنٹ مین ہندوستان کی رعایا کی مداخلت غیر ممکن اور بے فائدہ محض تھی مگر لیجسلیٹو کونسل مین مداخلت نرکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی - پس یہی

ایک بات ہی جو جڑ ہے تمام ہندوستان کے فساد کی بنیاد کی اور جتنی بقیہ باتین جمع ہوتی گئین وہ سب اُسکی شاخین ہین"۔

ہندوستانیون کی کونسلون مین شریک نہونیسے جو نقصانات گورنمنٹ کو پونہچے اون کا ذکر اس طور پر کیا ہو۔

"لیجس لیٹو کونسل مین ہندوستانیون کے شریک نہ ہونیسے صرف اتنا ہی نقصان نہین ہوا کہ گورنمنٹ کو صلی مضرت قوانین وضوابط کے جو جاری ہوے بخوبی معلوم نہین ہوسکے اور اغراض عام رعایا جس کا لحاظ گورنمنٹ کو واجبات سے تھا ملحوظ نہین رہین۔ اور رعایا کو اس مضرت کے رفع کرنے اور اپنے مطلب کے پیش کرنیکی فرصت اور قدرت نہین ملی۔ بلکہ بہت بڑا نقصان یہ ہوا کہ رعایا کو منشاء اور اصلی مطلب اور دلی ارادہ گورنمنٹ کا معلوم نہوا گورنمنٹ کی ہر تجویز پر رعایا کو غلط فہمی ہوئی۔ جو تجویز گورنمنٹ کی ہوئی تھی ہندوستانیون کو بسبب اسکے کہ وہ لوگ اس مین شریک نہ تھے اور لہٰذا سے اُس تجویز کے واقف نہ تھے اسکی بنیاد معلوم نہ ہوئی اور ہمیشہ یہی سمجھے کہ یہ بات بھی ہمین اور ہمارے ہموطنون کو خراب اور برباد اور ذلیل اور بے دھرم کرنیکو ہے۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پونہچگئی کہ رعایا ہندوستان ہماری گورنمنٹ کو میٹھے زہر اور شہد کی چھری اور ٹھنڈی آنچ کی مثال دیا کرتی تھی اور اُسکو اپنے دل مین سچ سمجھتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ اگر ہم آج گورنمنٹ کے ہاتھ سے بچے ہوے ہین تو کل نہین اور کل ہین تو پرسون نہین اور کوئی شخص اُنکی حالت کا پوچھنے والا اور کوئی تدبیر اُنکے اس غلط خیال کو دور کرنیوالی نہ تھی۔ جبکہ رعایا کا گورنمنٹ کے ساتھ یہ حال ہو

جو دلی دشمن کے ساتھ ہونا چاہیے تو پھر کیا توقع ہوسکتی ہو وفاداری کی ایسی
رعایا سے اور جبکہ ہماری گورنمنٹ درحقیقت ایسی نہ تھی تو ان غلط خیالات
کا ہندوستانیون کے دل مین جمنا اور جو رنج کہ اُنکے دل پر تھا اُسکا علاج ہونا
صرف اسی سبب سے تھا کہ لیجس لٹیو کونسل مین ہندوستانی شریک نہ تھے اگر
ہوتے تو یہ سب باتین رفع ہوتی جاتین۔ اب اگر غور سے دیکھا جائے
تو صرف یہی ایک بات ہو جس نے اپنی بہت سی شاخین پیدا کر کے
تمام ہندوستان مین بیجا فساد کر دیا۔"

چنانچہ ۱۸۶۱ء مین پارلیمنٹ نے گورنمنٹ ہندوستان کے متعلق جو
ایکٹ پاس کیا اُس مین سرسید کی تجاویز کی نمایان جھلک نظر آتی ہو۔ اور ۱۸۶۲ء
مین برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین اول مرتبہ رئیس پٹیالہ رئیس بنارس اور دیوان
ریاست گوالیار لیجس لٹیو کونسل کی ممبری کے لئے نامزد کئے گئے دوسرے واقعات
جو اِس ایکٹ کے پاس ہونیکا باعث ہوے وہ یہ تھے۔

(۱) بمبی اور مدراس کو بنگال کے ترجیح کی شکایت تھی

(۲) مقبوضہ جات بڑھتے جاتے تھے اور ہر معاملہ کا ایک مرکزی کونسل مین
فیصل ہونا مشکل ہوگیا تھا۔

(۳) خود کونسل کی ساخت ایسی تھی کہ اُس نے مجلس مباحثہ اور محکمہ تفتیش کی صورت
اختیار کر لی تھی۔

(۴) گورنمنٹ عالیہ اور گورنمنٹ مدراس کے درمیان انکم ٹکس کے مسودہ کے
متعلق سخت اختلاف ہوگیا تھا۔

(۵) لیجس لٹیو کونسل نے گورنمنٹ اور سکرٹری آف اسٹیٹ کے باہمی مراسلت
کی طلبی پر زور دے رکھا تھا۔

اس ایکٹ روسے گورنر جنرل کے اگزیکیٹو کونسل مین حسب ذیل ترمیمات عمل مین آئین -

(الف) ممبرون کی تعداد پانچ رکھی گئی جن مین سے تین ممبرون کے لئے ہندوستان کی دس سالہ ملازمت کی قید رکھی گئی - باقی دو ممبرون مین سے ایک کا بیرسٹر یا اسکاٹلنڈ کی فیکلٹی آف ایڈوکیٹ کا پنجسالہ ممبر ہونا لازمی قرار دیا گیا اور صیغہ قانون اُس ممبر کی سپردگی مین دیا گیا - پانچوین ممبر کو محکمہ مال کی نگرانی دیگئی - کمانڈر انچیف کے لئے اُس کونسل کا غیر معمولی ممبر ہونا اختیاری رکھا گیا -

(ب) بمبئی یا مدراس مین اگر اس کونسل کے اجلاس ہون تو یہان کے گورنر اس کونسل کے غیر معمولی ممبر متصور ہونگے

(ج) اگر گورنر جنرل ہندوستان کے کسی دوسرے حصہ مین بلا ہمراہی کونسل جائے تو اُسکی عدم موجودگی مین کونسل کا وہ ممبر پریزیڈنٹ ہوگا جسکو گورنر جنرل خود نامزد کرے مگر اس پریزیڈنٹ کو کسی قانون کی منظوری یا نامنظوری کا حق نہوگا

(د) گورنر جنرل کو اس کونسل کے لئے ضابطہ اور دستو العمل بنانے کا اختیار دیا گیا - اور گورنر جنرل کی کونسل کے لیجس لیٹو حصہ مین حسب ذیل ترمیمین ہوئین -

(۱) وضع قانون کی غرض سے گورنر جنرل کو بارہ جدید ممبر اپنی کونسل کے لئے نامزد کرنیکا حق دیا گیا - جن مین سے نصف کیلئے یہ قید رکھی گئی کہ ملازم گورنمنٹ نہ ہون - اِن جدید ممبرونکی شرکت اُنھین اجلاسون تک محدود رکھی گئی جو وضع قوانین کے لیے منعقد ہون - ان ممبرون کو ایڈیشنل ممبر بھی کہتے ہین -

(۲) مدراس اور بمبئی کی گورنمنٹون کو بھی اپنے علاقہ جات مین لیجس لیٹو کونسلین قائم کرنیکا حق عطا ہوا -

(۳) گورنر جنرل کو بنگال۔ پنجاب۔ صوبجات مغربی و شمالی مین لیجس لیٹو کونسلین قایم کرنیکا اختیار دیا گیا۔ مگر ان تمام لوکل کونسلون کے اختیارات اس طور پر محدود کیے گئے۔

(الف) ادن مسائل پر غور کرنیکے سوا جو اُن کونسلونمین بغرض وضع قانون پیش ہون اُنکو اور کسی معاملہ سے تعلق نہ ہوگا۔

(ب) پبلک قرضہ ٹکس۔ سکہ اور نوٹ۔ پوسٹ آفس اور تار برقی۔ تعزیرات ہند۔ مذہب رعایا۔ فوج پیٹینٹ اور کاپی رائٹ۔ سلطنتون اور ریاستون کے تعلقات پر قانون وضع کرنیکے قبل گورنر جنرل کی منظوری لازمی رکھی گئی۔

(ج) ہر قانون کے پاس ہونے کے بعد گورنر جنرل کی منظوری لازمی کردی گئی۔

(۴) پارلیمنٹ کو ہر قانون کے منسوخ کرنیکا حق جیسا تھا ویسا بحال رکھا گیا

(۵) گورنر جنرل کو یہ منصب عطا ہوا کہ محض اپنے اختیار سے ایسے مناسب وقت اور ضروری آئین وضع کرے جو چھ ماہ تک نافذ رہ سکین۔

۱۸۹۲ء یہ خیال تو سر سید نے ۱۸۵۸ء ہی مین حکمران قوم کے دل مین منقش کردیا تھا کہ ہندوستانیون کا کونسلون مین شریک ہونا بغرض انتظام سلطنت نہایت ضروری ہو اور اس وقت ملک نے ایک حد تک علمی ترقی بھی حاصل کرلی تھی چنانچہ اِن سب باتون کو پیش نظر رکھکر پارلیمنٹ نے اس سال حسب ذیل اور تبدیلیان کونسلون مین کردین۔

نوٹ پنجاب اور صوبجات مغربی و شمالی و اودھ مین لیجس لیٹو کونسلین اس ایکٹ کی رو سے ۱۸۶۲ء اور ۱۸۸۶ء مین علی الترتیب قائم ہوئین۔

(۱) امپیریل لیجسلیٹو کونسل مین ممبرونکی تعداد کم از کم دس اور زیادہ سے زیادہ سولہ مقرر کی گئی۔

(۲) گورنر جنرل مع کونسل کو منظوری انڈیا کونسل اُن قواعد کے بنانیکا اختیار دیا گیا جنکے روسے ایڈیشنل ممبرون کی نامزدگی۔ سالانہ بجٹ پر مباحثہ اور سوالات کے پوچھے جانیکا طریقہ منضبط ہو۔ چنانچہ حسب ذیل قاعدہ مرتب کئے گئے۔

(۱) ان سولہ ممبرون مین سے چھ ممبر ایسے ملازمان گورنمنٹ ہون گے جنکو گورنر جنرل مقرر کریگا۔ باقی دس غیر سرکاری ممبر ہون گے جن مین سے چار مقامی کونسلون کی سفارش پر اور کلکتہ کے ایوان تجارت کی سفارش پر اور پانچ باقی ماندہ ممبر خود گورنر جنرل کی نامزدگی پر بلحاظ مسائل زیر بحث وصول قایم مقامی مختلف اقوام مقرر ہونگے۔

(۲) سالانہ بجٹ پر ممبرون کو اعتراض کرنے اور ممبر متعلقہ اور پریزیڈنٹ کو جواب دینے کا حق دیا گیا۔

(۳) اگر پریزیڈنٹ کی رائے مین کسی سوال کا جواب دینا پبلک اغراض کے منافی ہو تو اُس سوال کے روکنے کا حق اُسکو دیا گیا۔ سوالات کے دریافت کا یہ طریقہ رکھا گیا کہ درخواست کی شکل مین ہو اور بغرض حصول وقفیت پوچھا جائے۔

لوکل لیجسلیٹو کونسل سالانہ بجٹ اور سوالات کے متعلق ان کونسلون مین وہی قاعدے رکھے گئے جو امپیریل کونسل کے تحت مین بیان ہوتے ہین اُن معاملات کے متعلق جنپر سیکرٹری آف اسٹیٹ اور گورنمنٹ عالیہ یا لوکل گورنمنٹ کے درمیان مباحثہ ہوا ہو ان کونسلون کو صرف امور واقعاتی دریافت کرنیکا

حق عطا ہوا۔

جدید ممبرونکا تقرر کونسلون مین گوکہ نامزدگی کے ذریعہ سے رکھا گیا مگر مختلف حقوق کے خیال اور مختلف با اثر جماعتون کی سفارشین غیر سرکاری ممبرون کے لئے مقدم رکھی گئین۔ اگرچہ ان جدید ممبرون کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری دونون باتونکی قید رکھی گئی۔ تاہم گورنمنٹ کی مجارٹی کی ہر حال مین شرط تھی۔

نظامِ گورنمنٹ

گورنمنٹ کا موجودہ نظام سمجھنے کے لیئے ناظرین کو اکزکٹو اور لیجس لیٹو کونسل
کا فرق اور نیز گورنر جنرل اور گورنر جنرل معہ کونسل مین جو تمیز ہے اُس کو ہمیشہ
مدِنظر رکھنا چاہیئے۔ گورنر جنرل کے اکزکٹو کونسل مین علاوہ گورنر جنرل کے چھہ
اور ممبر ہوا کرتے ہین جنھین معمولی ممبر کہتے ہین۔ لیکن جب اِس کونسل مین جدید
ممبرون کا اضافہ ہوکر وضع قوانین کی غرض سے اُس کا اجلاس ہوتا ہے اُسوقت
اُس کونسل جدید کو لیجس لیٹو کونسل کہتے ہین۔ اکزکٹو کونسل کو وضع قوانین مین مدد
دینا لیجس لیٹو کونسل کا کام ہے۔

لیجس لیٹو کونسل کی ابتدا گوکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ساتھ پڑی تھی مگر
۱۸۳۳ء تک جیسا اوپر ذکر ہوچکا ہے اکزکٹو اور لیجس لیٹو کونسل مین فرق نہین
کیا جاتا تھا۔

عہدۂ گورنر جنرلی ایک ذاتی عہدہ ہے مگر گورنمنٹ یا اکزکٹو کونسل (جس مین گورنر
جنرل شامل ہی) یا گورنر جنرل معہ کونسل اُس جماعت کا نام ہی جس کے ہاتھ مین
برٹش انڈیا کے کُل سول اور فوجی انتظامات کی باگ ہی۔

سلطنت ہندوستان کا کُل رقبہ تخمیناً اٹھارہ لاکھ پچیس ہزار مربع میل اور آبادی
تخمیناً تیس کرور ہے۔ مگر پولٹیکل معنون مین جغرافیائی ہندوستان اور برٹش ہندستان کے

رقبہ جات مین بہت بڑا فرق ہے۔ پولیٹکل ہندوستان مین فرانسیسی اور پرتگالی مقبوضات اور جزیرۂ لنکا شامل نہین ہین۔ مگر برہما اور جزائر انڈمن اونکوبار اور جزائر لکھادیپ اور براعظم خاص کا مغربی حصہ جو بلوچستان کے نام سے مشہور ہی اور نیز عدن اور جزیرۂ پیرم واقع بحر احمر شامل ہین۔

جغرافیائے ہندوستان مین وہ ماتحت ریاستین اور دیگر رقبہ جات بھی شامل ہین جو صحیح معنون مین تاج برطانیہ کے مقبوضات نہین کہلائے جا سکتے۔ برٹش انڈیا کی سالانہ آمدنی اور خرچ تخمیناً ... کرور ہے۔ قابل الذکر مدات آمدنی حسب ذیل ہین۔ مالگذاری۔ افیون۔ نمک۔ اسٹامپ۔ آبکاری چنگی ٹیکس۔ جنگلات۔ محکمۂ رجسٹری خراج۔ آمدنی صوبہ جات۔ اور مدات خرچ یہ ہین۔ پبلک قرضہ۔ فوج۔ صیغہ مالگذاری صیغہ تجارت۔ قحط۔ سول سروس تعلیم۔ حفظان صحت وغیرہ بعض مدات کی آمدنی خود مرکزی گورنمنٹ کے ہاتھ مین رہتی ہے۔ مثلاً نمک اور تار برقی کی یا کرگت۔ اجمیر۔ اور صوبہ سرحدی کی مالگذاری۔ اسیطرح بہت سے اخراجات بھی اسی گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہوتے ہین۔ جیسے فوج۔ ریلوے۔ تار برقی اور ٹکسال۔ مالی معاملات مین مرکزی گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹون مین معاہدہ ہوجایا کرتے ہین۔ جن کی رُو سے آمدنی کے بعض مدات کل یا جزو لوکل گورنمنٹون کو اپنے اپنے صوبہ کے متعینہ انتظامی اخراجات کے لئے دیدی جاتی ہین۔

صوبجات اغراض گورنمنٹ کے لئے برٹش انڈیا مندرجہ ذیل صوبون پر تقسیم کیا گیا ہے جن پر کہین گورنر اور کہین لفٹنٹ گورنر ہے یا بلاکونسل چیف کمشنر بماتحتی گورنر جنرل ہین۔

(۱) مدراس (۲) بمبئی (۳) بنگال (۴) صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ (۵) صوبہ پنجاب (۶) صوبہ برہما (۷) صوبہ شرقی بنگال و آسام (۸) صوبجات متوسط (۹) صوبہ سرحد۔

وشمالی و مغربی (۱۰) برٹش بلوچستان (۱۱) اجمیر و مارواڑ (۱۲) جزائر انڈمن و نکوبار (۱۳) کورگ -

لوکل گورنمنٹون مین فرق - مدراس اور بمبئی مین گورنر مقرر ہوا کرتے ہین - جن کی گورنمنٹین یا اکزیکٹو گورنمنٹ خود گورنر اور چار ممبرون سے مرکب ہوتی ہین جنکو گورنر معہ کونسل بھی کہا جاتا ہے - انکا انتخاب اور تقرر براہ راست تاج برطانیہ کے ہاتھ مین ہے - جیساکہ تاریخ کونسل کے سلسلہ مین بیان ہوچکا ہی یہ مقامات ایسٹ انڈیا کمپنی کی ابتدائی مقبوضہ جات مین ہین - اسلیئے اُن کے بعض اعزاز اب تک باقی ہین - مثلاً اکثر معاملات مین سکریٹری آف اسٹیٹ سے بلاواسطہ گورنر جنرل انکو خط و کتابت کرنے کا حق حاصل ہے -

لفٹنٹ گورنرون کا تقرر بالعموم جیسا بیان ہوچکا ہی لیجس لیٹو کونسلون کے سلسلہ مین ہوا ہے - ان احکام کا تقرر گورنر جنرل کی طرف سے بمنظوری تاج برطانیہ اُن سیول ملازمین سلطنت مین سے ہوا کرتا ہے - جنھون نے ہندوستان مین کم از کم دس سال ملازمت کی ہو -

انڈیا کونسل ایکٹ ۱۹۰۹ء کے پاس ہونیسے پہلے مدراس اور بمبئی کے سوا دوسرے مقامات مین اکزیکٹو کونسلین نہ تھین مگر اب بنگال مین اکزیکٹو کونسل مقرر ہوگئی ہے - اور دیگر صوبجات مین بھی ہوسکتی ہین - بشرطیکہ پارلیمنٹ کی طرف سے اسکی مخالفت نہو -

گورنر اور لفٹنٹ گورنر کا تقرر پارلیمنٹ کے پاس شدہ ایکٹو نکی رو سے ہوا کرتا ہے - جنکا ذکر اوپر آچکا ہے - مگر چیف کمشنرون کو خود گورنر جنرل مقرر کیا کرتے ہین - اُن کے تقرر کی غرض سے اُس حصۂ سلطنت کی حکومت ہوا کرتی ہے جو دوسرے صوبہ یا احاطہ سے انتظاماً علیحدہ کرلیا جاتا ہی - گوکہ چیف کمشنر صوبجات

متحدہ کا اعزاز کسی لفٹنٹ گورنر سے کم نہین ہے۔ مگر دوسرے چیف کمشنرون کے اختیارات اور رقبہ جات حکومت مین لفٹنٹ گورنرون سے نسبتاً فرق ہی۔ اگرچہ گورنمنٹ عالیہ اندرونی انتظام سلطنت مین لوکل گورنمنٹون کی بہت کم مداخلت کرتی ہے اور اُن گورنمنٹون کے اختیارات کی توسیع کا خیال روز بروز بڑہتا جاتا ہے۔ تاہم سلطنت کے بعض صیغہ جنکا تعلق بحیثیت مجموعی کل ہندوستان سے ہی محض مرکزی گورنمنٹ کے ہاتھ مین ہین۔ مثلاً فوجی صیغہ۔ دول خارجہ۔ یا دیسی ریاستون کے تعلقات۔ صیغہ مال۔ ریلوے۔ ڈاکخانہ جات وغیرہ۔

صیغہ انتظامی یا اگزکٹو کونسل

گورنر جنرل کا تقرر بمشورہ وزیر اعظم وقت تاج برطانیہ کیطرف سے ہوا کرتا ہے۔ لفظ والیسرائے کے لیے اگرچہ پارلیمنٹ کا کوئی ایکٹ بطور سند موجود نہین ہی تاہم ۱۸۵۸ء کے بعد سے گورنر جنرل اور والیسرائے مترادف الفاظ سمجھے جاتے ہین۔ گورنر جنرل کا عہدہ رواجاً پانچ سال کے لیے ہوتا ہے۔ گورنر جنرل کی کونسل کے ممبرونکا تقرر بھی تاج برطانیہ کے ہاتھون مین ہے۔ ان ممبرونکا بھی زمانہ عہدہ رواجاً پانچ سال کے لیے ہوا کرتا ہے۔ اگر یہ عہدہ عارضی طور پر خالی ہون تو گورنر جنرل کو دوسرے عہدہ دار مقرر کرنے کا اختیار ہے۔

اگرچہ اس کونسل کے ممبرون کی تعداد پانچ رکھی گئی ہے۔ مگر حال مین ایک چھٹے ممبر کا تقرر بنام نہاد ممبر تعلیمات ہوا ہے۔ اُن ممبرون کے اوصاف اور اگزکٹو کونسل کے بقیہ حالات ۱۸۶۱ء والے ایکٹ کے تحت مین بیان ہو چکے ہین۔

محکمہ جات گورنمنٹ

اگزکٹو کونسل کے متعلق حسب ذیل صیغہ ہین (۱) محکمہ خارجہ (۲) محکمہ داخلہ (۳) محکمہ زراعت (۴) محکمہ قانون (۵) صیغہ مال (۶) صیغہ پبلک ورکس (۷) محکمہ تجارت وصنعت وحرفت (۸) صیغہ فوج (۹) صیغہ تعلیم - ان ہین سے اوّل الذکر صیغہ خود گورنر جنرل کے ہاتھ مین ہے - صیغہ پبلک ورکس اور زراعت ایک ہی ممبر کی نگرانی مین ہین اور صیغہ فوج بماتحتی کمانڈر انچیف ہی - باقی صیغون کے لیے ایک ایک ممبر مقرر ہین - مگر ہر صیغہ کے لئے علاوہ ممبر متعلقہ کے ایک مستقل سکرٹری رہتا ہے جس کا یہ کام ہی کہ ہر معاملہ کو بغرض فیصلہ گورنر جنرل یا ممبر متعلقہ کے روبرو مع اپنی رائے کے پیش کرے - اہم معاملات مین ممبرون کے فیصلے گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوا کرتے ہین - اگر گورنر جنرل کو اس فیصلہ سے اختلاف ہو تو مسئلہ زیر بحث کونسل مین پیش ہو کر کثرت راے سے فیصل ہوتا ہے۔

اجلاس اور ضابطہ اگزکٹو کونسل

اس کونسل کے اختیارات ایک ممبر بھی مگر بشمول گورنر جنرل نافذ کر سکتا ہی - کل معاملات کثرت راے سے فیصل ہوا کرتے ہین - مساوی راے ہونے کی صورت مین گورنر جنرل کو دو راے کا حق حاصل ہے - لیکن اگر گورنر جنرل کی راے مین ہندوستان کے کسی حصّہ کے حقوق یا امن وحفاظت سے مسئلہ زیر بحث کو تعلق ہی تو گورنر جنرل کو ہر فیصلہ کے مسترد کر دینے کا اختیار حاصل ہے - ایسی صورت مین مخالف ممبرون کو یہ منصب عطا کیا گیا ہی کہ اپنا فیصلہ وزیر ہند کے پاس بھجوا دین - وزیر ہند کے پاس جو

مراسلت جایا کرتی ہے اس پر گورنر جنرل اور جملہ ممبران موجودہ کونسل کے دستخط ہوا
کرتے ہین - اس جماعت کی کل کارروائیان گورنر جنرل معہ کونسل کے نام سے شائع
ہوا کرتی ہے - غیر آئین ممالک برٹش انڈیا کیلئے اکزکٹو کونسل کو آئین بناتے کا حق
سنہ ۱۸۷۰ء کے ایکٹ کی روسے حاصل ہے - اس کے علاوہ خود گورنر جنرل ضرورت
کے وقت ایسے احکام صادر کرسکتا ہے - جو چھ ماہ تک نافذ رہ سکتے ہین -

گورنمنٹ صوبہ جات

سنہ ۱۷۷۳ء تک کلکتہ - مدراس اور بمبئی - ایک دوسرے سے علیحدہ اور براہ راست
مجلس ڈائرکٹران کمپنی کے ماتحت تھے - مگر اس سال بمبئی اور مدراس احاطہ بنگال
کے ماتحت کردئے گئے - اور گورنر بنگال کو گورنر جنرل کا لقب عطا ہوا - کمپنی کا یہ طریقہ
حکومت کہ علاقہ جات مذکور ایک ایک پریزیڈنٹ اور کونسل کے ماتحت رہین عرصہ
تک قائیم رہا - مگر سنہ ۱۸۳۳ء مین بوجہ اسکے کہ مقبوضہ جات کمپنی بڑہ گئے تھے صوبہ آگرہ
کی لفٹنٹ گورنری قایم ہوئی - اور سنہ ۱۸۵۳ء مین فورٹ ولیم بنگال کے اس حصّہ کے لیے
جو علاقہ لفٹنٹ گورنر صوبہ مغربی و شمالی کے باہر تھا ایک علیحدہ لفٹنٹ گورنر کا مقرر
ہونا تجویز کیا گیا - چھ سال کے بعد ہی پنجاب کی لفٹنٹ گورنری قائم ہوئی - اور انڈیا کونسل
ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ء کی روسے دوسرے مقامات پر لفٹنٹ گورنر مقرر کرنے کا اختیار
گورنمنٹ کو عطا ہوا -

اگرچہ مدراس اور بمبئی اور بنگال کے گورنرون کو روزمرّہ کے انتظامات مین اپنے
اپنے اکزکٹو کونسلون سے مدد ملتی ہے - مگر لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال و آسام اور صوبہ
جات متحدہ کے امداد کے لیے بورڈ آف ریونیو - اور لفٹنٹ گورنران پنجاب - اور برہما

کے لئے کمشنر ان مال مقرر ہین ان معاملات کے علاوہ جنکا تعلق براہ راست گورنمنٹ عالیہ سے نہین ہے۔ ہر صیغہ پر (بجز صیغہ قانون) لوکل گورنمنٹون کو بہ ماتحتی گورنر جنرل معہ کونسل پورا اختیار ہے۔ مثلاً صیغہ تعلیم۔ حفظان صحت محکمہ جنگلات۔ آب پاشی وغیرہ اور نیز تحصیل وصول آمدنی۔ سنہ ۱۹۰۸ء مین لارڈ مارلے نے جو رائل کمیشن بغرض تحقیقات تعلقات مابین گورنمنٹ عالیہ اور گورنمنٹ صوبجات مقرر تھا۔ اُس کمیشن کی رپورٹ مین یہ راے درج ہی کہ صوبجات کے گورنمنٹون کو آمدنی اور خرچ کے جداگانہ اختیارات بنگرانی گورنمنٹ عالیہ ملنا چاہئین۔ اگر یہ تجویز منظور ہوگئی تو ریلوے اور محصول درآمد و برآمد کی آمدنی جو کلیتاً گورنمنٹ عالیہ کو جاتی ہے اور آبکاری۔ انکم ٹکس۔ اسٹامپ۔ جنگلات اور آب پاشی کی آمدنی جو تقسیم ہوجایا کرتی ہے انمین صراحت اور تعین ہوجائے گا۔ دیگر معاملات مثلاً پبلک ورکس یا تعلیم وغیرہ مین بھی اس کمیشن نے لوکل گورنمنٹون کو ایک گونہ خود مختار بنائے جانے کی سفارش کی ہے۔

سنہ ۱۹۰۹ء والے ایکٹ کی رو سے مدراس اور بمبئی کی کونسلون کے ممبرونکی تعداد چار تک ہوسکتی ہے۔ ان مین سے دو ممبرون کیلئے یہ قید ہی کہ انکا ہندستان مین زمانہ ملازمت کم از کم بارہ سال رہا ہو۔ ان دونون کونسلون کا ضابطہ قریب قریب ویسا ہی ہے جیسا گورنر جنرل کی کونسل کا۔

امپیریل لیجس لیٹو کونسل

گورنر جنرل کے لیجس لیٹو کونسل مین انتہائی تعداد ممبران ساٹھ تک ہوسکتی ہے اور

اور اس کو حسب ذیل معاملات کے متعلق قوانین وضع کرنے کا استحقاق ہے۔

(۱) برٹش انڈیا کے حدود کے اندر ہر شخص۔ ہر عدالت۔ ہر مقام اور ہر امر کیلئے

(۲) برٹش رعایا اور تاج برطانیہ کے ملازمین کیلئے جو علاوہ برٹش انڈیا کی ہندوستان کے دیگر مقامات مین ہون۔

(۳) اُن ہندوستانی رعایا۔ افسرون۔ سپاہیون۔ اور ہندوستانی فوج کے ملازمین کیلئے جو دنیا کے کسی حصّہ مین ہون۔

(۴) ہندوستانی بحری فوج کے ملازمین کے لئے۔

ان وسیع اختیارات پر یہ قید رکھی گئی ہے کہ قوانین وضع کردہ کا ذیل کے ایکٹ یا احکامات پر کوئی اثر نہ پڑ سکے گا۔

(الف) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۱۸۳۳ء و سنہ ۱۸۵۳ء و سنہ ۱۸۵۴ء و سنہ ۱۸۵۸ء و سنہ ۱۸۵۹ء۔

(ب) انڈین کونسل ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ء۔

(ج) پارلیمنٹ کا ہر ایکٹ جو متعلق ہندوستان بعد سنہ ۱۸۶۰ء کے پاس ہوا ہو۔

(د) کوئی ایسا ایکٹ جس کے رُو سے وزیر ہند کو سلطنت متحدہ مین قرض لینے کا اختیار دیا گیا ہو۔

(ہ) ایکٹ متعلق فوج۔

ان قیود کے علاوہ باوجودیکہ اس کونسل کی ساخت کے لئے سرکاری میجارٹی کی قید رکھی گئی ہے۔ یہ بھی تاہم شرط ہے کہ یہ کونسل کوئی ایسا قانون وضع نہین کر سکتی جس کا پارلیمنٹ یا گورنمنٹ ہند کے اقتدار پر اثر پڑتا ہو۔

اور نہ بلا منظوری وزیر ہند اس کونسل کو کسی ایسے قانون بنانیکا استحقاق ہے جس سے کوئی ہائی کورٹ ٹوٹ سکے۔ اس کونسل کے ممبران کو انتظامی شعبہ کے متعلق

ہر قسم کے سوالات ممبران ایگزکٹو کونسل سے دریافت کرنے کا حق ہی بشرطیکہ گورنمنٹ
کے نزدیک اُن کا جواب دینا پبلک اغراض کے منافی نہو۔ ایک دستور یہ بھی رکھا
گیا ہے کہ قانونی مسئلہ کے متعلق منتخب سب کیٹیان مقرر کردیجاتی ہین۔ جو اپنی
رپورٹین مع مسودہ قانون مرتبہ اجلاس کامل مین پیش کرتی ہین۔ مگر اس کونسل
کے ضابطہ کے متعلق جو قواعد مرتب کئے گئے ہین اسنے یہ نہین پایا جاتا کہ آیا گورنمنٹ
یا ممبران کونسل کے تحریک پر انتظامی مسائل کے لئے ایسی سب کیٹیان مقرر کئے
جانے کی ممانعت ہے۔ اس کونسل کے لئے یہ لازمی نہین ہے کہ ہر ممبر انگریزی دان ہو
ایک ممبر کی طرف سے دوسرا ممبر بھی اسپیچ دے سکتا ہی۔ مسودہ قوانین یا انکا خلاصہ
غیر انگریزی دان ممبرون کی سہولیت کے لیے دیسی زبان مین ترجمہ ہوا کرتا ہی۔ اگرچہ
اس کے لئے کوئی سند نہین ہے مگر رواجاً ہر قسم کے ٹکس پر (بجز مالگذاری)
لیجس لیٹو کونسل سے ووٹ لیا جاتا ہی۔ اور سلطنت کی سالانہ آمدنی و خرچ کے متعلق
تو اُس کونسل کو سوالات دریافت کرنے گورنمنٹ کی تجویز سے اختلاف کرنے اور
راے پاس کرنے کا پورا حق ہے۔

لوکل لیجس لیٹو کونسل

ان کونسلون مین ممبرون کی تعداد آجکل حسب صراحت ذیل ہوتی ہی۔

(۱) گورنر مدراس کی کونسل مین۔ (۵۰)
(۲) گورنر بمبئی کی کونسل مین۔ (۵۰)
(۳) بنگال۔ " " (۵۰)
(۴) صوبجات متحدہ " " (۵۰)

(۵) شرقی بنگال و آسام - (۵۰)

(۶) پنجاب - (۳۰)

(۷) برہما - (۳۰)

(۸) اگر کوئی اور لفٹنٹ گورنری قایم ہو تو اُسکی لیجس لیٹو کونسل کے ممبرون کی تعداد بھی (۳۰) تک ہوگی - ان ممبرونکا زمانۂ تقرر تین سال کا ہوتا ہی - تقرر انتخاب اور گورنمنٹ کی نامزدگی پر اس طریقے سے ہوتا ہی کہ ملک کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کے حقوق کی محافظت ہو سکے - تقرر پر ہر ممبر کو وفاداری گورنمنٹ کا حلف لینا پڑتا ہے - عورتون - فاتر العقل اشخاص - نابالغون - دیوالیون اور برخاست شدہ پبلک ملازمین اور نیز ان لوگون کو جن کو گورنمنٹ بلحاظ انکی شہرت اور واقعات گذشتہ کے ناقابل سمجھے استحقاق ممبری حاصل نہین ہی - صوبجات متحدہ کی لیجس لیٹو کونسل کے لیئے علاوہ پریذیڈنٹ کے کم از کم دس ممبرونکا کورم ہوتا ہے - گورنرون اور لفٹنٹ گورنرون کو اپنی اپنی لیجس لیٹو کونسلون کے لیے ایسے قواعد بنانے کا اختیار ہے جن کی رُو سے نہ صرف لوکل بجٹ پر بلکہ گورنمنٹ آف انڈیا کے بجٹ - اور عام پبلک مسائل پر مباحثہ ہو سکے اور سوالات پوچھے جاسکین - مگر ان قواعد کے لیئے گورنر جنرل کے کونسل کی منظوری کی قید ہی -
لوکل کونسلون کے لیے یہ قید رکھی گئی ہے کہ اس کے ممبرون مین ہمیشہ غیر سرکاری ممبرون کی تعداد زیادہ رہے -

گورنمنٹ ہند کے موجودہ نظام پر حال مین جو کتاب مسٹر پارکر ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب نے لکھی ہے اُس سے ناظرین رسالہ ہذا کے لیئے باجازت مصنفِ موصوف اقتباسات ذیل کیئے جاتے ہین - تاکہ ریفارم اسکیم مجوزہ لارڈ مارلے نے جو تبدیلیان امپیریل اور لوکل لیجس لیٹو کونسلون مین کردی ہین وہ آسانی سے

سمجھ مین آسکین۔

خلاصہ ریفام اسکیم

ریفام اسکیم مجریہ ۱۹۰۹ء اُن تجاویز کا نتیجہ ہے جنکی ابتدا لارڈ منٹو نے ۱۹۰۶ء مین کی تھی۔ ان تجاویز کی غرض ہندوستانیون کو پولیٹکل نیابت کا حق عطا کرنا اور انتظامی معاملات مین اظہار خیالات کا موقع دینا تھا۔ ابتدا یون ہوئی تھی کہ والیسرائے نے ایگزکٹو کونسل کی ایک کمیٹی اس معاملہ پر غور کرنے کے لیئے مقرر کی اور ۱۹۰۷ء مین تجاویز مذکور لوکل گورنمنٹون کے پاس بھیجدی گئین۔ لوکل گورنمنٹون کے آرا کا پورا ذکر اُن مراسلات مین ہے جو والیسرائے اور وزیر ہند کے درمیان ہوئین۔ انڈین کونسل ایکٹ ۱۹۰۹ء اور قواعد مرتبہ تحت ایکٹ مذکور ان مباحثات کے آخری نتیجہ ہین۔ امپیریل اور لوکل لیجسلیٹیو کونسلون مین اس ایکٹ نے توسیع کرکے غیر سرکاری ممبرون کے انتخاب کا اصول قایم کردیا۔ اگرچہ گورنر جنرل کی کونسل مین سرکاری عنصر زیادہ رکھا گیا ہے تاہم لوکل کونسلون مین غیر سرکاری ممبرون کی میجارٹی کی قید ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی گورنمنٹ کے لیئے جس کی حکومت محکوم قوم کے علاوہ دوسری قوم کے ہاتھ مین ہو مرکزی اختیارات قانونی سرکاری ممبرون کے ہاتھ مین ہونی چاہئین۔ مگر اسی کے ساتھ ساتھ اس قاعدہ کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے جو رعایا کے قائم مقامون کے خیالات سے گورنمنٹ کو اُنکی شرکت کونسل سے حاصل ہوتا ہے۔ مرکزی کونسل مین سرکاری ممبرون کی مجارٹی ۳ تین ممبرون کی ہے۔ لوکل کونسلون مین غیر سرکاری مجارٹی کی تعداد۔ برہما مین ۲ تین بنگال مین ۱۴ چودہ۔ ممالک متحدہ اور مشرقی بنگال و آسام مین ۶ چھہ اور پنجاب مین ۴ چار ہے

لوکل کونسلوںمیں دو ماہرین فن کی حسب ضرورت اضافہ سے یہ میجارٹیان کم یا
زیادہ ہوسکتی ہین۔ مگر یہ ممکن نہین ہے کہ کسی حالت مین سرکاری ممبرون کی
مجارٹی زیادہ ہوجاے۔ ایکٹ مذکور کے تحت مین جو قواعد ترتیب دئیے گئے
ہین ان کی رُو سے (۱) پیشہ ور فرقون (۲) زمیندارون (۳) مسلمانون (۴)
یورپین تجار (۵) ہندوستانی تجار کی نیابت کے حقوق کو حتی الامکان بذریعہ
انتخاب مان لیا گیا ہے ان کے علاوہ ملک مین جو اور فرقہ یا حقوق رہ گئے
ہین اُنکی نیابت کو نامزدگی کے ذریعے سے محفوظ رکھا گیا ہے۔
جہان کہ قابل عمل انتخابی حلقے موجود نہین ہین وہان ابتدائً ایسے فرقون کیلئے
جنکی نیابت کی ضرورت ہے نامزدگی سے کام لیا جاتا ہے۔ رائے دینے والونکی
خاص اوصاف کے علاوہ عورتون نابالغون اور فاترالعقل شخصون کو راے
دینے کا حق حاصل نہین ہے۔ امیدوارون کے لیئے علاوہ دیگر قیود کے گورنمنٹ
نے یہ اختیار اپنے ہاتھ ہی مین رکھا ہے کہ ایسے شخصون کو کونسل کی ممبری سے خارج
کردے جنکی شہرت اور حالات گذشتہ نے پبلک اغراض کے لحاظ سے گورنمنٹ
کے نزدیک انکو ممبری کے قابل نہین رکھا ہے۔ ممبری کا زمانہ تین سال کے لیے
ہوتا ہے۔ جو جگہ اتفاقیہ خالی ہوجاے اسکے لیے ممبرونکا انتخاب محض لبقیہ مدّت
کے لیئے ہوا کرتا ہے۔ ہر انتخاب "حرکات ناجائز" کی بنا پر مسترد ہوسکتا ہے۔ انتخاب
کے متعلق اعتراضات کا فیصلہ گورنمنٹ متعلقہ کے ہاتھون مین ہے۔ مگر خفیف
بے ضابطگی پر کوئی لحاظ نہین ہوتا۔ بجٹ سالانہ یا دیگر عام مسائل پر مباحثہ اور
حالات کے دریافت کا طریقہ ۱۸۹۲ء سنہ ۶ والے ایکٹ کے اصول پر رکھا گیا ہے۔
مگر اسمین اس قدر اضافہ کیا گیا ہے کہ مقابلہ مین مزید سوالات بھی ہوسکتے
ہین۔ لوکل کونسلون مین اب یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ ایک سالانہ بجٹ پر بشتر ایک

کیمٹی غور کر لیتی ہے جس کے نصف ممبر سرکاری اور بقیہ نصف غیر سرکاری ہوتے ہین۔ امپیریل اور لوکل لیجسلیٹو کونسل مین اب حسب ذیل ممبر ہوتے ہین۔

کونسل	سرکاری ممبر		نام زدشدہ ممبر				منتخب شدہ ممبر	میزان
	افسر گورنمنٹ	دیگر ملازمین گورنمنٹ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	منتخب شدہ ممبر	میزان
امپیریل لیجسلیٹو کونسل	۱	۷	۸	۲۰	...	۷	۲۵	۶۸
لوکل لیجسلیٹو کونسل مدراس	۱	۳	...	۱۶	۲	۷	۱۹	۴۸
بمبئی	۱	۳	...	۱۴	۲	۷	۲۱	۴۸
بنگال	۱	...	...	۱۷	۲	۵	۲۶	۵۱
ممالک متحدہ	۱	...	...	۲۰	۲	۶	۲۰	۴۹
مشرقی بنگال و آسام	۱	...	...	۱۷	۲	۵	۱۸	۴۳
پنجاب	۱	...	...	۱۰	۲	۹	۵	۲۷
برہما	۱	...	...	۶	۲	۸	۱	۱۸

سرکاری اور غیر سرکاری ممبرونکی تعداد کا مقابلہ ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہوگا۔

اس تعداد مین وہ دو ماہرین فن شامل نہین ہین جنکا اضافہ لوکل کونسلون مین حسب ضرورت ہوسکتا ہے۔ اور جن کے لیئے سرکاری یا غیر سرکاری ہونیکی قید نہین ہے

کونسل	سرکاری ممبر	غیر سرکاری ممبر	کونسل	سرکاری ممبر	غیر سرکاری ممبر
امپیریل	۳۵	۳۲	ممالک متحدہ	۲۰	۲۶
مدراس	۱۹	۲۶	مشرقی بنگال	۱۷	۲۳
بمبئی	۱۷	۲۸	پنجاب	۱۰	۲۴
بنگال	۱۷	۳۱	برہما	۶	۹

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ محض وہ ہی ممبر دوسرون کے قایم مقام یا نایب نہین ہوتے ہین۔ جو انتخاب کے ذریعہ سے کونسل مین شریک ہوتے ہین۔ بلکہ نامزد شدہ ممبرون کی حالت مین بھی اس اصول کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً امپیریل کونسل مین آٹھ سرکاری عہدہ دار مختلف صوبجات کی طرف سے نائب یا قایم مقام ہوا کرتے ہین۔ علاوہ برین غیر سرکاری نامزد شدہ ممبران مین درحقیقت مختلف فرقون کی نیابت کرتے ہین۔ ان تین کے لیے یہ قید ہے کہ یہ (۱) زمینداران پنجاب (۲) مسلمانان پنجاب (۳) اور ہندوستانی تجارتی فرقہ کے قائم مقام ہون۔ لوکل گورنمنٹون کے خیال مین ان تینون صورتون مین موزون انتخابی حلقہ طیار نہین ہو سکتے تھے اس لیے نامزدگی سے کام لیا گیا۔

مدراس۔ بنگال۔ ممالک متحدہ اور مشرقی بنگال مین ایک ایک نامزد شدہ غیر سرکاری ممبر ہندوستانی تجارت کی قایم مقامی کرتا ہے۔ برہما مین چار نامزد شدہ غیر سرکاری ممبران مین سے ایک رعایائے برہما کی۔ ایک ہندوستانی اور ایک چینی رعایا کی قائم مقامی کرتا ہے۔

مختلف فرقون اور مختلف حقوق کی نیابت امپیریل کونسل مین انتخاب کے ذریعہ سے اس طور پر ہوتی ہے۔

صوبہ	لوکل کونسلوں کے غیر سرکاری ممبر	میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ	عام زمیندار	زمیندار مسلمان	مسلمان	ایوان تجارت	ہندستانی تاجرین
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
مدراس	۲	۰	۱	۰	۱	۰	۰
بمبئی	۲	۰	۱	۰	۱	۱	۰

صوبه	لوکل کونسلوں کے غیر سرکاری ممبر	مینوسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ	عام زمیندار	زمیندار مسلمان	مسلمان	ایوان تجارت	هندوستانی تاجرین
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ممالک متحده	۲	۰	۱	۱×	۱	۰	۰
شرقی بنگال آسام	۱	۰	۱	۱×	۱	۰	۰
پنجاب	۱	۰	(۱)	۰	(۱)	۰	۰
برمها	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ممالک متوسط	۰	۱	۱	۰	۰	۰	۰
دیگر حصۂ ملک	۰	۰	۰	۰	۰	۰	(۱)
موجوده انتخابی حلقه	۱۱	۱	۶	۲×	۵	۲	۰
انتخابی حلقے جو آئنده ہونگے جہان فی الحال نامزدگی سے کام لیا جاتا ہے۔	۰	۰	(۱)	۰	(۱)	۰	(۱)

ان کے علاوہ آٹھ صوبون مین سے ہر ایک کی طرف سے ایک سرکاری ممبر امپیریل کونسل کے لیے نامزد ہوا کرتا ہے۔

نوٹ۔ نقشہ مندرجہ بالا مین جہان جہان ہلالی خطوط ہین وہان فی الحال نامزدگی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نشان × سے یہ مُراد ہے کہ یہ دونون ممبر باری باری سے منتخب ہوا کرین گے۔

انتخابی حلقہ

امپیریل لیجسلیٹو کونسل مین ذیل کے فرقون اور حقوق کے انتخاب کے ذریعہ سے

قایم مقامی ہوا کرتی ہے۔

(۱) پراونشل یا لوکل کونسلون کے غیر سرکاری ممبرون کا انتخابی حلقہ امپیریل کونسل کے لیے بنایا گیا ہے۔ مدراس۔ بمبئی۔ بنگال۔ اور ممالک متحدہ سے دو دو پنجاب۔ شرقی بنگال۔ اور برہما۔ سے ایک۔ اسطور پر گیارہ ممبر منتخب ہو سکتے ہین۔

(۲) ممالک متوسط مین چونکہ کوئی کونسل نہین ہے اسلیے وہان کے ڈسٹرکٹ بورڈون اور میونسپلٹیون کی طرف سے ایک ممبر منتخب ہوا کرتا ہے۔

(۳) مدراس۔ بمبئی۔ بنگال۔ ممالک متحدہ۔ شرقی بنگال اور ممالک متوسط کے زمیندارون کیطرف سے ایک ایک ممبر کا انتخاب ہوا کرتا ہے۔ مگر پنجاب سے ایک زمیندار نامزد ہوا کرتا ہے

(۴) مسلمانان مدراس۔ بمبئی۔ بنگال۔ ممالک متحدہ اور شرقی بنگال کیطرف سے ایک ایک ممبر منتخب ہوا کرتا ہے۔ مگر پنجاب کا ایک مسلمان نامزد ہوا کرتا ہے۔

(۵) فرقہ تاجران کے قائم مقامی کے لئے بنگال اور بمبئی کے ایوان تجارت کی طرف سے ایک ایک ممبر کا انتخاب ہوا کرتا ہے اور ہندوستانی تاجرون مین سے ایک ممبر سردست نامزد ہو جایا کرتا ہے۔

لوکل کونسلو مین مختلف فرقہ اور حقوق اس طور پر ہین۔

لوکل کونسلین

صوبہ	لوکل جماعتین					زمیندار					تجار				خاص قومین			
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	زمیندار	مسلمان زمیندار	کاشتکار	[illegible]		ایوان تجارت	ہندوستانی تاجر	[illegible]	انجمن تجارت	مسلمان	برہمی	چینی	[illegible]
مدراس	۱	۸		۱	۰	۴	۰	۱	۰	۰	۱	(۱)	۰	۱	۲	۰	۰	۰
بمبئی	۱	۴	۴	۱	۰	۳	۰	۰	۰	۰	۲	۱	۱	۰	۴	۰	۰	۰
بنگال	۱	۶	۶	۱	۰	۵	۰	(۱)	۰	۰	۳	(۱)	۰	۱	۴	۰	۰	۰
ممالک متحدہ	۴		۸	۱	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۱	(۱)	۰	۰	۴	۰	۰	۰
شرقی بنگال و آسام	۳		۵	۰	۱	۲	۰	۰	۲	۱	۰	(۱)	۰	۰	۴	۰	۰	۰
پنجاب	۳		۰	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
برہما	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۴	(۱)	(۱)

نوٹ - ہلالی خطوط سے یہ مراد ہے کہ یہان کے قایم مقام نامزد ہوا کرتے ہین لیکن بعد قایم ہونے انتخابی حلقون کے غالباً انکا تقرر انتخاب کے ذریعہ سے ہوا کرنے گا -

انڈیا کونسل

ابتدا - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تاج برطانیہ کے انتظامی اختیارات متعلق ہندوستان کا ۱۸۵۸ء سے قبل آغاز ہوتا ہے - اس سال تک ان اختیارات کا نفاذ بورڈ آف کنٹرول یا مجلس ڈائرکٹران کے ذریعے سے ہوا کرتا تھا - اس سال پارلیمنٹ نے ان اختیارات کو وزیر ہند کی نگرانی مین دے دیا - اور اسکی امداد کیلئے ایک کونسل موسومہ کونسل آف انڈیا مقرر کردی - وزیر ہند ہمیشہ گورنمنٹ انگلستان کا ایک رکن ہوا کرتا ہے - اور ہندوستان کے معاملات مین پارلیمنٹ اسی کو ذمہ دار سمجھتی ہے - مگر ممبران کونسل پارلیمنٹ مین شریک نہین ہو سکتے ہین -

کونسل کا کام اور اسکی ساخت کونسل مذکور کے حقیقت مین اختیارات محدود ہین - اُس کا فرض صرف اس قدر ہے کہ وزیر ہند کو ہندوستان کے معاملات مین مشورہ دیتی رہے اسکے ممبران کی انتہائی تعداد چودہ اور کم از کم دس تک ہو سکتی ہے - ان ممبرون کی میعاد عہدہ داری کی یہ صورت ہے کہ تین ممبر جو کسی خاص وصف سے متصف ہون ہمیشہ کیلئے مقرر ہو سکتے ہین - بقیہ ممبرونکا زمانۂ تقرری سات سال کا ہوتا ہے جس مین پانچ برس کے اور توسیع خاص حالتون مین بمنظوری پارلیمنٹ ہو سکتی ہے - اس کونسل مین اُن

ممبرون کے میجارٹی ہونا ضروری ہے۔ جن کا ہندوستان مین زمانۂ ملازمت
یا بود و باش کم از کم دس سال رہا ہو۔ اور جن کو تقرری سے قبل ہندوستان چھوڑے
ہوے دس سال سے کم زمانہ ہوا ہو۔ اُس کونسل کو اہم معاملات مین جب تک
سکرٹری آف اسٹیٹ مناسب نہ سمجھے راے دینے کا کوئی حق نہین ہے۔ اسیطرح
اگرچہ یہ قید ہے کہ وزیر ہند کے کُل احکامات قبل صدور یا تو کونسل کے اجلاس مین
پیش ہون یا کونسل کے کمرہ مین ممبرون کے معائنہ کے لیے ایک ہفتہ قبل رکھدیئے
جائین۔ مگر خاص حالتون مین اگر وزیر ہند مناسب سمجھے تو بعد اندراج وجوہات محض
اپنی ذاتی رائے سے احکام صادر کر سکتا ہے۔ اختلاف رائے کی صورت مین وزیر
ہند کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا اخراجات کے معاملہ مین کل احکامات اگرچہ کونسل
کی کثرت راے سے صادر ہوتے ہین مگر یہان بھی ضروری صورتون مین وزیر ہند کو
اپنے ذاتی فیصلہ صادر کرنے کا حق ہے۔ دول خارجہ کے تعلقات، معاملات صلح
و جنگ۔ دیسی ریاستون کے تعلقات کی پالیسی اور ان تمام معاملات مین جنمین
رازداری ضروری ہے وزیر ہند خود اپنی رائے سے عمل کرتا ہے۔ اس قسم کے معاملات
کے علاوہ معمولی کاروبار کے متعلق مختلف صیغہ ہین۔ جن کے لیے سکرٹری
موصوف کونسل مین سے چار یا پانچ ممبرون کی ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے ہر کمیٹی مین ایک
مستقل سکرٹری مامور ہوا کرتا ہے۔ ان کمیٹیون کے فیصلہ وزیر ہند کے سامنے پیش ہوتے
ہین۔ اور درصورت ہدایت کونسل مین بھی پیش ہو سکتے ہین۔

ہندوستان کا تعلق۔ انڈیا کونسل کا یہ کام نہین ہے کہ گورنمنٹ ہندوستان کو
ہر معاملہ مین تفصیلی ہدایت دیتی رہے۔ اور اس کے ہر کام مین مداخلت کرتی رہے
بلکہ اُس کا یہ کام ہے کہ گورنمنٹ موصوف کے گذشتہ معاملات کی جانچ کرے۔
اور آیندہ کے لیے اجمالی ہدایت دیتی رہے۔ علاوہ برین اُن اہم پولیٹکل معاملات

کی منظوری اور نامنظوری بھی اُسی کے ہاتھ مین ہے جو ہندوستان سے اس غرض کے لیے بھیجے جاتے ہین۔ پبلک اخراجات کے لیے چونکہ پارلیمنٹ نے خاص طور پر وزیر ہند کو ذمہ دار رکھا ہے اس لیے سلطنت کے اُن صیغون کے متعلق جن مین بڑے بڑے مصارف عائد ہوتے ہین۔ گورنمنٹ آف انڈیا کو سکرٹری موصوف کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہوتی ہے۔

چونکہ گورنمنٹ ہندوستان زیر نگین تاج برطانیہ ہے اور یہ تعلق بواسطہ وزیر ہند عمل مین آیا کرتا ہے اس لیے اجمالی طور پر حکومتِ انگلستان کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ خاصکر اس لئے بھی کہ نظام حکومت مین دونون جگہ کا فرق سمجھ مین آسکے۔

نظام سلطنت انگلستان سمجھنے کا آسان طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوّل دار الامرا اور دار العوام کی کیفیت بیان کردی جائے۔ اور پھر مجلس وزرا کی حالت لکھکر پارلیمنٹ کی اجمالی کیفیت بیان ہو۔

ہاؤس آف لارڈز

سنہ ۱۹۰۳ء مین دار الامرا کے ممبرون کی تعداد (۵۹۰) تھی۔ جنمین (۲۲) ڈیوک (۲۲)، مارکوئس (۱۲۳) ارل (۲۷) وائکونٹ (۳۰۸) بیرن (۲۸) آئرلینڈ کے قایم مقام لارڈ (۱۶) اسکاٹ لینڈ کے قایم مقام لارڈ (۲۴) اسقف (۲) صدر اسقف (۴) لارڈ آف اپیل (۳)، شاہی خاندان کے شہزادے۔

ان ممبرون مین سے (۵۰۲) امرا عمر بھر پارلیمنٹ مین شریک رہتے ہین۔ انکی وفات پر اُن کے ورثا کو یہ جگہ ملتی ہے۔ انمین سے تین شاہی خاندان کے شاہزادے ہین

ان مین پرنس آف ویلز بھی شامل ہین۔ آئرلینڈ کے قایم مقامون کا انتخاب انکے امرا خود کرتے ہین۔ اسی طرح اسکاٹ لینڈ کے قایم مقامون کا انتخاب ہوا کرتا ہے مگر اسکاٹ لینڈ کے امرا صرف ایک پارلیمنٹ کے زمانہ قیام تک ممبر رہ سکتے ہین۔

لارڈ کا خطاب اور جاگیر حسن خدمات کے صلہ مین اصولاً بادشاہ کی طرف سے مگر عملاً وزیر اعظم کی طرف سے عطا ہوا کرتا ہی۔ مگر اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے لئے تعداد مقرر ہے۔

انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کا کوئی لارڈ یا امیر ہاوس آف کامنز کا ممبر نہین ہوسکتا لیکن آئرلینڈ کا لارڈ اگر ہاوس آف لارڈز کے لیے منتخب نہ کیا جائے۔ تو اُس کو آئرلینڈ کے باہر کسی مقام سے ہاوس آف کامنز کے ممبر منتخب ہونیکا حق حاصل ہی۔

ہاوس آف لارڈز مین سب سے ذی وقعت لارڈ چنسلر ہے جو مجلس وزرا کا رکن اور کل ہاوس کا میر مجلس ہوتا ہے اس مجلس کا افتتاح دعا کے ساتھ ہوتا ہی۔ اور کورم تین ممبرونکا۔ مگر کسی مسوّدہ قانون پر بحث کرنے کے لیے تیس ممبرون کی حاضری ضرور ہے۔

مجلس امرا کے اختیارات واغراض بالخصوص حسب ذیل ہین۔

(۱) اصولاً اُس وقت بھی جب پارلیمنٹ مین شریک نہون بادشاہ کے مشیر ہوتے ہین۔

(۲) ملک کی سب سے بڑی عدالت اپیل یہی مجلس سمجھی جاتی ہے۔

(۳) ہاوس آف کامنز کے منظور شدہ قوانین پر نظر ثانی اور منظوری نامنظوری کا اس مجلس کو اختیار حاصل ہے۔

ہاوس آف کامنز

۱۸۳۲ء سے آجتک انگلستان کی حکومت کی باگ فی الحقیقت ہاوس آف کامنز

کے ہاتھوں مین ہے مجلس مذکور بادشاہ اور دارالامرا دونون پر فوقیت رکھتی ہے
اسکے ممبرونکی تعداد (۶۷۰) ہوتی ہے جنمین سے (۴۰۳) ممبر ضلعونسے (۲۶۴) شہرون اور قصبونسے
اور (۹) یونیورسٹیون کیطرف سے منتخب کئے جاتے ہین۔ ہاؤس آف کامنز کے ممبرونکو
استعفا دینے کا حق نہین ہے۔ عہدہ ممبری کے امیدوار کا انتخاب رائے دہندگان
کی مقررہ جماعت کی طرف سے ہوتا ہے امیدوارونکی نامزدگی پر انکو اپنے رائے دہندون
کی جماعت کے روبرو زیر بحث مسائل پر اڈریس دینا پڑتا ہے۔
اس مجلس مین (۴۰) ممبرون کی حاضری پر کارروائی شروع ہو سکتی ہے۔ اس مجلس
مین دو زبردست فریق ہین۔ (۱) لبرل (۲) کنسرویٹو۔ ان فریقون کے درمیان اختلاف
کا بڑا سبب ہوم رول کا مسئلہ ہے۔ کنسرویٹو پارٹی ہوم رول کے مخالف۔ اور
لبرل فرقہ اُس کے موافق ہے۔
ہوم رول سے مراد آئرلینڈ کو ایک طرح کی خودمختار حکومت عطا کرنا ہے۔

پارلیمنٹ اور بادشاہ

دارالامرا اور دارالعوام کے مجموعہ کا نام پارلیمنٹ ہے جسکو بحیثیت مجموعی ایسے
اختیارات حاصل ہین جو فرداً فرداً نہ تو ہاؤس آف لارڈز کو حاصل ہین اور نہ
ہاؤس آف کامنز کو۔ اگرچہ سلطنت متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ بادشاہ اور امرا
اور عوام الناس سے مرکب ہے۔ اور اصولاً بادشاہ کے اختیارات بہت وسیع
ہین مثلاً یہ کہ وہ پارلیمنٹ کو اپنی حسب مرضی توڑ سکتا اور مقرر کر سکتا ہے۔ پارلیمنٹ کے
قوانین کو نامنظور کر سکتا ہے۔ غیر ممالک کے ساتھ صلح و جنگ اور معاہدہ کرنے کا پورا
اختیار رکھتا ہے۔ مگر درحقیقت یہ کل اختیارات پارلیمنٹ کے ہاتھوں مین اور حکومت

انگلستان دراصل دارالعوام کے ہاتھون مین ہے یہان تک کہ دارالعوام جب چاہے وراثت سلطنت کے استحقاق کو زائل کردے۔ اصل یہ ہے کہ انگلستان کی حکومت ایک محدود شخصی حکومت ہے یعنی گو کہ بظاہر شخصی حکومت ہی مگر درحقیقت جمہوری ہے۔

مجلس وزرا

اختیارات شاہی کا نفاذ پارلیمنٹ مجلس وزرا کے ذریعہ سے کرتی ہے اور مجلس وزرا و وزیر اعظم کے ہاتھون مین ہوتی ہے۔ اصولاً بادشاہ کو حکام اور وزیر اعظم اور مجلس وزرا کے مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہی مگر عملاً یہ تقرر وزیر اعظم اور مجلس وزرا کے ہاتھون سے ہوتا ہے۔ بادشاہ عموماً ایسے شخص کو وزیر اعظم منتخب کرتا ہی جسکے پارٹی والون کی تعداد دارالعوام مین زیادہ ہوتی ہے۔ اور پھر وزیر اعظم اپنے مجلس وزرا کے لیے خود وزیرونکو مقرر کرلیتا ہی۔ اور فہرست وزرا دستخط کیلئے بادشاہ کے حضور مین پیش کرتا ہے۔ دراصل وزیر اعظم ہی امور مملکت کا عامل اور حامل ہوتا ہی۔ اگرچہ مجلس وزرا کا ذکر قانون منضبطۂ انگلستان مین کہین نہین پایا جاتا ہے۔ تاہم کاروبار سلطنت کے لیے یہ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ انگلستان مین ملکی حکمرانی کی قوت اور اختیار ہاؤس آف کامنز کو حاصل ہین۔ اور مجلس وزرا اپنے وقت کے ممبران دارالعوام کے قایم مقام ہے۔ جس پارٹی کا ہوس آف کامنز مین زور ہوتا ہے اُس کے سرغنہ خواہ ہاؤس مذکور کے ممبر ہون خواہ ہاؤس آف لارڈ کے مگر مجلس وزرا کے ممبر ہوتے ہین۔ جملہ قوانینِ پارلیمنٹ مجلس وزرا ہی کی نگرانی مین بنائے اور نافذ کئے جاتے ہین۔

مجلس وزرا مین دس ممبر تو ایسے ہوتے ہین جو اعلیٰ درجہ کے منصبون پر مامور ہوتے ہین۔ اور انکو ہر اجلاس مین شریک ہونا پڑتا ہے اُن کے علاوہ چار سے دش تک اور ممبر بھی ہوا کرتے ہین۔ جن کی شرکت اجلاسون مین ہوتی بھی ہے۔ اور نہین بھی پہلے دش ممبر یہ ہین۔ (۱) مہتمم اعلیٰ خزانہ شاہی (۲) وزیر خزانہ (۳) صدر مجلس شاہی (۴) لارڈ ہاے چانسیلر (قاضی الفرق) (۵) دیوان محکمہ ممبری اور پانچ وزیر۔ جو شخص وزیر اعظم ہوتا ہے وہی مہتمم اعلیٰ خزانہ شاہی ہوتا ہے۔ پانچ وزیرون کی تفصیل یہ ہے (۱) وزیر داخلہ (۲) وزیر خارجہ (۳) وزیر نوآبادی (۴) وزیر جنگ (۵) وزیر ہند۔ باقی ممبرون مین صدر مجلس۔ محکمہ زراعت۔ پوسٹ ماسٹر جنرل۔ نایب میر مجلس سررشتہ تعلیم وغیرہ ہین۔ مجلس وزرا اور وزارت دو جداگانہ چیزین ہین۔ وزارت مجلس وزرا سے زیادہ وسیع ہے کیونکہ وزیرون مین سے صرف تھوڑے ہی ممبر مجلس وزرا کے ممبر ہوتے ہین۔ مگر وزارت مین علاوہ مجلس وزرا کے ممبرون کے اور ممبر بھی شریک ہوتے ہین۔ اس مجلس مین جس مسئلہ پر بحث ہوتی ہے اُسکا پہلے سے اعلان نہین کیا جاتا ہی بلکہ اجلاس کے وقت تک بجز وزیر متعلقہ دوسرا ممبر اس مسئلہ سے واقف بھی نہین ہوتا۔ اس مجلس مین ہر معاملہ کا فیصلہ کل مجلس کا فیصلہ سمجھا جاتا ہی۔ اختلاف راے کی صورت مین ممبر کو استعفا دینا پڑتا ہی۔

مجلس وزرا کو پارلیمنٹ اور خصوصاً دار العوام مین جوابدہی کرنی ہوتی ہی۔ اگر دار العوام مین مجلس وزرا کے خلاف کوئی ووٹ پاس ہو تو مجلس وزرا ٹوٹ جاتی ہے اس کا قیام اُس وقت تک رہتا ہے جب تک اسپر دار العوام کے ممبرونکا اعتبار رہتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ اگر وزرا کو کسی اہم معاملہ مین شکست ہو جاتی ہے تو وہ بجاے مستعفی ہونے کے ملک سے درخواست کرتے ہین

اور اس درخواست کے منظور ہونے پر پارلیمنٹ ٹوٹ جاتا ہی اور نیا پارلیمنٹ منتخب ہوتا ہے۔ ایک پارٹی کے وزارت کے شکست ہوجانے پر دوسری پارٹی مین سے وزارت حسب معمول بنائی جاتی ہے۔ اور شکست خوردہ ممبرون کو ان نئے جانشینون کو معاملات کی حالت سمجھانی ہوتی ہے۔

انگریزی قانون مین اصول اور عمل مین فرق ہے۔ اصول کے موافق اگزکٹو اور اور لیجسلیٹو محکمہ الگ الگ ہین۔ لیکن عملاً دونون ایک ہی ہین۔

پارلیمنٹ کا دستور العمل اور ضابطہ

پارلیمنٹ کی افتتاح اور اختتام کے وقت شاہی اسپیچ پڑھی جاتی ہے جسکو آجکل وزیر اعظم ترتیب دیتا ہے اس اسپیچ کا جواب ایڈریس کے ذریعہ سے دیا جاتا ہی ہر ہاؤس اپنا ایڈریس جداگانہ پیش کرتا ہے مگر بعض اوقات بدونون ہاؤس ملکر ایک ہی ایڈریس پیش کرتے ہین۔ شاہی اسپیچ مین معاملات گذشتہ پر ریویو اور آئندہ پالیسی کا اظہار ہوتا ہے دونون ہاؤس نے یہ قاعدہ مقرر کرلیا ہے کہ ایک ہی اجلاس کے زمانہ مین ایک قانون کا مسودہ دوبار پیش نہین کیا جاسکتا گو کہ اس قاعدہ کے خلاف بھی ہوتا رہتا ہے ہر قانونی مسودہ ہر ہاؤس مین تین بار پڑھکر سنائے جانے کے لیے پیش ہوتا ہے اور پھر دوسرے ہاؤس مین بھیجدیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بادشاہ کے دستخط ہوکر قانون کی شکل مین آجاتا ہی۔ ہر قانونی مسودہ دونون جگہ پیش ہونا چاہئے۔ گر بعض ایسے ہین جو ایک ہی ہاؤس مین پیش کئے جاتے ہین۔

پارلیمنٹ کا کام کمیٹیون کے ذریعہ سے انجام پاتا ہے۔ ۱۸۸۲ء سے بعض

مستقل کمیٹیان مقرر ہین - جن کے روبرو - قانون - عدالتون تجارت - اور حرفت وغیرہ کے متعلق قوانین پیش کیے جاتے ہین -

دیسی ریاستین

یہان ریاستون کی تعداد چھ سو ہے - رقبہ سات لاکھ مربع میل اور آبادی تخمیناً چھ کرور پچیس لاکھ ہے - رقبہ اور اہمیت کے لحاظ سے ان ریاستون مین اس قدر فرق ہے کہ نظام حیدر آباد کی ریاست کا رقبہ تراسی ہزار مربع میل اور آبادی ایک کرور دس لاکھ ہے - مگر کاٹھیاوار کی چھوٹی چھوٹی ریاستون کے رقبہ چند ایکڑ سے زیادہ نہین ہین - یہ ریاستین برٹش مقبوضہ جات مین داخل نہین ہین - اور نہ انکی رعایا برٹش رعایا ہین - انکی حکومت برٹش گورنمنٹ اور والیان ریاست کے درمیان تقسیم ہے - یہ تعلق اہمیت اور تاریخ ریاست کے لحاظ سے مختلف صورتون مین مختلف ہی - جس کا انحصار صلحنامہ جات - سندات - اور رواج وغیرہ پر ہی - انتہائی حکومت نظام دکن جیسے فرمانروا کی ہے - جنکو اختیارات ٹکس - ترویج سکہ - اور سزاے موت کی حاصل ہین -

کمترین اختیارات کاٹھیاوار کی چھوٹی چھوٹی ریاستون کے والیان کے ہین جنپر برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ٹکس نہین ہے - اور انکو ایک گونہ اختیارات عدالتی حاصل ہین - طریق سلطنت ہر ریاست مین قریب قریب شخصی ہی - والی بڑودہ نے تو البتہ مغربی طرز کی حکومت کا رنگ اختیار کیا ہے - مگر باقی ریاستون مین کہین تو خود والی ریاست کے اور کہین اس کے وزرا کے ہاتھ مین حکومت کے اختیارات ہین - برٹش گورنمنٹ کو ان ریاستون پر جو اختیارات حاصل ہین وہ

یہ ہین۔

(۱) ریاست کے بیرونی تعلقات پر برٹش گورنمنٹ کو تنہا اختیار حاصل ہی۔

(۲) ریاست کے اندرونی امن وامان قایم رکھنے مین برٹش گورنمنٹ کو گوکہ محدود مگر عام اختیارات حاصل ہین۔

(۳) برٹش رعایا باشندگان ریاست کے حفاظت کی ذمہ داری برٹش گورنمنٹ پر ہے۔

(۴) بیرونی حملونسے محافظت اور اندرونی ملک مین امن قایم رکھنے کے لیے برٹش گورنمنٹ ان ریاستون سے مدد لے سکتی ہے۔

غرض کہ ان ریاستون کا قانون بین الاقوام مین کوئی وجود نہین ہے۔ اپنے پردسیون سے انکو صلح وجنگ یا کسی معاملہ کرنے کے اختیارات حاصل نہین ہین ایسے معاملات برٹش گورنمنٹ کے توسط سے ہوا کرتے ہین۔ اسی طرح ان ریاستونکی رعایا جو ممالک غیر مین جاتی ہین۔ اونپر بھی برٹش گورنمنٹ ہی کو اختیارات حاصل ہین۔

رعایا کی بغاوت سے معزولیت کے جو خطرات والیان ریاست کو رہا کرتے تھے۔ اُنسے برٹش گورنمنٹ کی بدولت یہ ریاستین آجکل محفوظ ہین۔ مگر ظاہر ہی کہ اس کے ساتھ ساتھ برٹش گورنمنٹ رعایاے ریاست کے حفاظت کی بھی ذمہ دار ہی۔ برٹش رعایا کی حفاظت اور دیگر اغراض کے لیے ہر ریاست مین ایک پولیٹکل افسر رہا کرتا ہے جس کو گورنمنٹ کی طرف سے انتہائی اختیارات دیوانی حاصل ہین اور ضروری مقامات پر گورنمنٹ کی طرف سے فوج بھی موجود رہا کرتی ہی۔ بیرونی حملون سے محافظت کے لیے اِن ریاستون سے جو مدد لیجایا کرتی ہے۔ اُسکی غرض سے ان ریاستون کا ایک تعداد تک فوج رکھنا فرض ہی۔ ان فوجون کے

سپاہی اور افسر انھین ریاستون کی رعایا ہوتے ہین - مگر معائینہ اور انکی نگرانی برٹش افسرون کے ہاتھ مین ہے -

دربار اودے پور ۱۹۰۹ع کے موقع پر لارڈ منٹو نے جو اسپیچ دی تھی اسمین ان تعلقات کو جو گورنمنٹ اور ریاستون کے درمیان قایم ہین ذیل کے شاندار اور معنی خیز الفاظ مین بیان کیا ہے -

"اندرونی خودمختاری اور بیرونی حملون سے حفاظت کی ضمانت کرنے مین گورنمنٹ عالیہ نے ایک حدتک ان ریاستون کے حسن انتظام کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے - اس لیے گورنمنٹ ریاستون کی بدنظمیون کو اپنے سر پر لینا کسیوقت منظور نکرے گی - بعض معاملات مثل ریلوے - تاربرقی اور شاہی مہم کی دیگر امور ایسے ہین جن کے باعث سے خود گورنمنٹ ہندوستان کا کل قوم اور نیز سلطنت کے حقوق کی حفاظت کرنا ضروری ہے"

مداخلت گورنمنٹ عالیہ کے متعلق یہ الفاظ تھے -

"تاج برطانیہ نے ہندوستانی ریاستون سے جو عہد و پیمان کیے ہین - انکی روسے ہماری پالیسی باستثنار شاذ حالتون کے یہ رہی ہی کہ اندرونی انتظامات مین کوئی دخل ندین" مگر اسی کے ساتھ لارڈ موصوف نے یہ بھی ظاہر کردیا تھا کہ "مختلف ریاستون کے مختلف حالات کے لحاظ سے ہر موقعہ پر ایک ہی پالیسی برتنا اور گذشتہ واقعات کی تقلید کرنا ایک خطرناک امر ہے مین نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہی کہ ہر معاملہ کو صلحنامہ متعلقہ - واقعات مقامی - گذشتہ حالات اور ریاستون کی مدارج ترقی کے لحاظ سے فیصل کرون"

صحتنامہ

غلط	صفحہ	سطر	صحیح
خاندانون اور قبائل کی قومین۔	۳	آخر	خاندانون کے قبائل اور قبائل کی قومین
ایک دستورسے دوسرے دستور کی تعلیم۔	۴	آخر	ایک دستورسے دوسرے دستور کے تصادم
دونون وجود کے کئے۔	۵	۱۲	دونون کے وجود کے لیے۔
اوسکے مماثل کا۔	۶	آخر	اونکے مماثل صیغونکا
قانون ہی تک ۔	۸	۱۴	قانون کے وضع کرنے ہی تک
اپنے مقبوضہ جات قایم کرلئے تھے	۹	۵	کمپنی کے مقبوضہ جات قایم کردیے تھے
سنہ ۱۶۹۰ء	۹	۹	سنہ ۱۶۹۸ء
کمپنی نے لئے	۹	۱۲	کمپنی کے لئے
عالیہ کے اور قوانین	۱۲	۳	عالیہ کے قوانین۔
عدالت لعالیہ	۱۲	۱۲	عدالت العالیہ
اختیارات تعین اور تصریح	۱۴	۱۸و۱۹	اختیارات کا تعین اور تصریح
کمپنی کے ملازمین مین سے	۱۵	۲۰	کمپنی کے حلف لئے ہوئے ملازمین
لفٹنٹ گورنر ممبر کونسل	۱۶	۹	لفٹنٹ گورنر بغیر کونسل۔
بنگال چیف جسٹس	۱۶	۱۴	بنگال کے چیف جسٹس
قانون کو مفید	۱۶	۱۹	قانون کو غیر مفید
اس ایکٹ روسے	۲۱	۱	اس ایکٹ کی روسے
لوکل لیجس لیٹو کونسل			لوکل لیجس لیٹو کونسل

ہوتے ہین۔	۲۳	۱۹	ہوئے ہین
لفٹنٹ گورنر ہے۔	۲۶	۱۸	لفٹنٹ گورنر
گورنر جنرل ہین۔	۲۶	۱۹	گورنر جنرل حکمران ہین
احکام	۲۷	۱۱	حکام
غرض سے اوس	۲۷	۲۰	غرض اوس
متحدہ	۲۸	۱	متوسط
لوکل گورنمنٹون کے بہت	۲۸	۳	لوکل گورنمنٹون سے بہت
واخلہ	۲۹	۱	داخلیہ
ہر فیصلہ	۲۹	۱۵	اوس فیصلہ
تعین ہوجائیگا۔	۳۱	۱۰	تعین ہوجائیگی۔
یہ بھی تاہم ۔	۳۲	۱۸	تاہم یہ بھی
ستحقاق ۔	۳۲	۲۰	استحقاق ۔
کر مقابلہ مین	۳۶	۲۰	ہر معاملہ کے متعلق
ایک سالانہ	۳۶	۲۱	سالانہ
قاضی الفرد	۴۷	۵	قاضی القضاۃ
محکمہ ممبری	۴۷	۵	محکمہ بحری
وزیر داخلہ	۴۷	۷	وزیر محکمہ داخلیہ